# قرآنِ مُبین

۷ (7)

آسان ترین، واضح اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر محمد حسَن

بی۔اے آنرز، ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

www.drhasanrizvi.org

# اِشاریہ پارہ نمبر ۷ وَاِذَا سَمِعُوْا


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر | نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | قرآن اور خُدا کی نشانیوں کو ماننے والوں کی علامات | ۳۷۵ | ۱۴ | خدائی معجزے | ۴۱۳ |
| ۲ | حلال کو حرام نہ کرو | ۳۷۶ | ۱۵ | اللہ کے امتحان لینے کا ایک طریقہ | ۴۲۰ |
| ۳ | قسموں پر مواخذہ | ۳۷۷ | ۱۶ | مرکر زندہ ہونے کا ثبوت | ۴۲۴ |
| ۴ | شیطانی کام | ۳۷۸ | ۱۷ | اللہ کی سزا کے مختلف طریقے | ۴۲۶ |
| ۵ | احرام میں شکار | ۳۸۱ | ۱۸ | دین کو کھیل تماشہ بنالینے کا انجام | ۴۲۸ |
| ۶ | مرنے سے قبل وصیّت کرنے کا حُکم | ۳۸۶ | ۱۹ | حضرت ابراہیمؑ کا استدلال | ۴۳۲ |
| ۷ | حضرت عیسیٰؑ پر خدا کی نعمتیں اور اُنکے معجزات | ۳۹۰ | ۲۰ | امن وسکون پانے والے لوگ | ۴۳۵ |
| ۸ | آسمانی دسترخوان اتارنے کے لئے حواریوں کی درخواست | ۳۹۲ | ۲۱ | ابراہیمؑ اور نوحؑ کی اولاد پر خُدا کی نعمتیں | ۴۳۶ |
| ۹ | سچّوں کو سچائی کا فائدہ | ۳۹۵ | ۲۲ | خُدا کا انتخاب انبیاء کے آباؤ اجداد، اولاد اور بھائیوں میں سے ہوتا ہے | ۴۳۷ |
| ۱۰ | خُدا کی نشانیوں کو جھٹلانے کا انجام | ۳۹۸-۴۰۱، ۴۰۸ تا ۴۱۲، ۴۱۶-۴۱۹ | ۲۳ | اللہ کی نعمتوں کی قدر نہ کرنیکے معنی | ۴۳۹ |
| ۱۱ | اوّل درجے کا مُسلم | ۴۰۲ | ۲۴ | ظالموں کی موت کا نقشہ | ۴۴۱ |
| ۱۲ | توحید کی حقیقت | ۴۰۳ | ۲۵ | خُدا کی قدرت کی نشانیاں | ۴۴۳، ۴۴۷ |
| ۱۳ | اہلِ کتاب کا رسولِ خُدا کو اچھی طرح پہچاننا | ۴۰۵ | ۲۶ | رسولؐ تمہارا پہریدار نہیں، اور انسان اپنے عمل میں مختار ہے۔ | ۴۴۸، ۴۵۰ |

www.drhasanrizvi.org

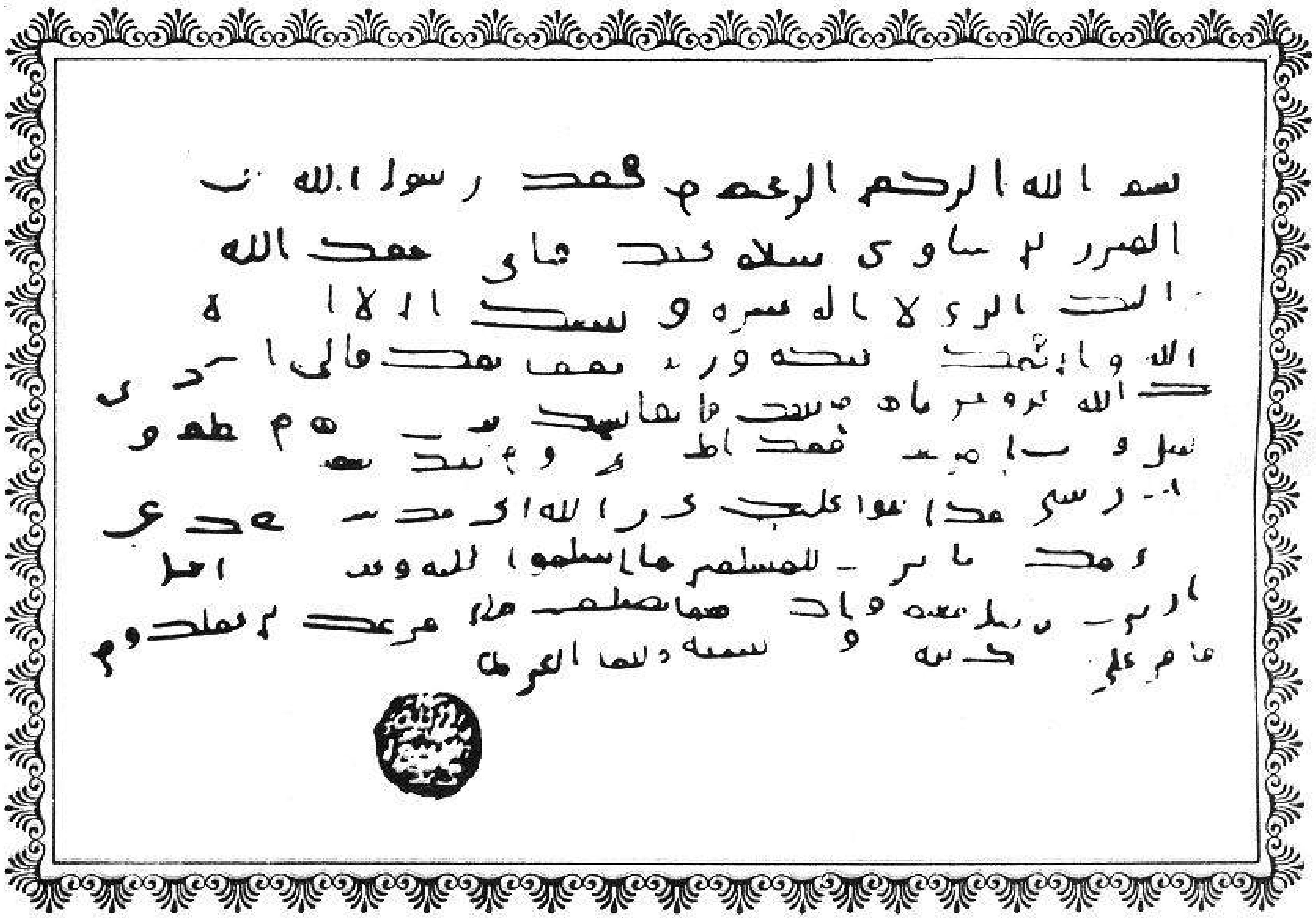

منذر بن ساوی گورنر بحرین کے نام حضور نبیٔ اکرمؐ کا خط

www.drhasanrizvi.org



وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ
تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾
وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ
نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾
فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اور جب وہ (قرآن) کو سُنتے ہیں جو رسولؐ
پر اُتارا گیا ہے تو تم دیکھو گے کہ اُن کی آنکھیں
آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ یہ اِس لئے ہے کہ
اُنھوں نے "حق" کو پہچان لیا ہے۔ وہ پُکار
اُٹھتے ہیں کہ: "اَے ہمارے پالنے والے مالک!
تُو ہمارا نام (حق کی) گواہی دینے والوں میں
لِکھ لے ﴿۸۳﴾ آخر ہم اللہ پر کیوں نہ اِیمان
لائیں اور اُس حق بات کو کیوں نہ مانیں
جو ہمارے پاس آئی ہے، جب کہ ہماری
تو تمنّا ہی بس یہ ہے کہ ہمارا پالنے والا
مالک ہمیں نیک لوگوں میں شامل کر لے[1] ﴿۸۴﴾
تو اللہ نے اُن کے اِسی قول (یعنی) حق کے
قائل ہونے کی وجہ سے اُن کو ایسے ایسے

[1] محققین نے یہ نتیجہ نکالا کہ عمل کے بغیر صرف یہ بات چاہنا کہ ہم قیامت میں نیک لوگوں کے ساتھ اٹھیں گے اور ہمیشہ اُن کے ہی ساتھ رہیں گے، کافی نہیں ہوتا۔ دنیا کا معمولی سے معمولی کام بھی فقط چاہنے سے نہیں ہوا کرتا تو بھلا سب سے بڑی حقیقی کامیابی فقط چاہنے سے کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ قرآن میں خدا نے یہ اصول فرمایا ہے کہ "انسان کے لئے کچھ بھی تو نہیں ہے، سوائے اُس کے کہ جس کے لئے وہ کوشش کرے"۔ اس لئے نیک لوگوں میں شامل ہونے کی خواہش پوری کرنے کے لئے ایمان و عمل کا سامان مہیا کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



گھنے اور سرسبز باغات عطا کئے جن کے نیچے نہریں
بہہ رہی ہوں گی اور وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ
رہیں گے۔ یہ اَجر ہوتا ہے نیک کام کرنے
والوں کا![1] ۸۵ رہے وہ جنھوں نے ہماری نِشانیوں
کو ماننے سے اِنکار کر دیا اور اُنھیں جُھٹلادیا،
تو وہی لوگ جہنّمی ہیں ۸۶

اَے لوگو جو اِیمان لائے ہو! جو اَچھّی
دِل پَسند چیزیں خدا نے تمھارے لئے حلال
کی ہیں، اُنھیں (اَپنے اُوپر) حرام نہ کرلو، اور
حد سے آگے بھی نہ بڑھ جاؤ (یعنی یہ کہ حرام
کو حلال نہ کرو اور فضول خرچی بھی نہ کرو)
یقیناً خدا حد سے بڑھ جانے والوں کو دوست
نہیں رکھتا ۸۷ جو کچھ کہ اللہ نے تمھیں حلال

ع ۹ / ۱۱

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۸۵
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ
الْجَحِيْمِ ۸۶ ع
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ
وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۸۷

[1] علمِ کلام یعنی فلسفۂ مذہب کے ماہرین نے اس آیت سے یہ نتیجہ بھی نکالا ہے کہ مومن فاسق کی سزا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا نہیں ہو گا۔ وہ سزا بھگت کر جہنم سے بہرحال نکل آئیں گے۔

مفسرین کے نزدیک یہ آیات اس وقت اتریں جب حضرت جعفر طیار رضؓ نے بادشاہ حبشہ نجاشی جو عیسائی تھا، اس کے سامنے سورہ مریمؑ کی تلاوت فرمائی۔ یہ آیات سن کر نجاشی شدت سے رونے لگا اور اس نے کہا "خدا کی قسم یہی حق ہے۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ رونا عارفین حق کا فعل ہے اور اہل کتاب میں بھی عارفین حق موجود ہیں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۱۴۴ اور تفسیر قمی)۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ
اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾
لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ
بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ
مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ

اور اچھی چیزیں عطا کی ہیں، اُن میں سے کھاؤ پیو۔ل مگر اللہ کو ناراض کرنے سے بچو جس کو تم اَپنا پالنے والا مالک مانتے ہو ﴿۸۸﴾

اللہ تمھاری لایعنی مہمل (بے سمجھے بُوجھے غیر اِرادی طور پر عادتاً یا رسماً بے خیالی میں کھائی جانے والی) قسموں پر تو کوئی مواخذہ نہیں کرے گا۔ مگر جو قسمیں تم جان بُوجھ کر کھاتے ہو، اُن پر تم کو ضرور پکڑے گا۔ (اَیسی قسمیں توڑنے کا کفّارہ یہ ہے کہ) تم دسؔ غریبوں کو اُس اَوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اَپنے گھر والوں کو کِھلاتے ہو، یا اُنھیں کپڑے پہناؤ، یا پھر ایک غلام آزاد کرو۔ اَب جو اِتنا بھی نہ رکھتا ہو تو وہ تین دن کے روزے

ل محققین نے لکھا ہے کہ اس آیت میں اُن لوگوں کو رد کیا گیا ہے جو ترکِ لذات، ترک حیوانات اور چِلّے کھینچنے کی تعلیم دیتے ہیں اور اُن لوگوں کو بھی رد کر دیا ہے جو فضول خرچی اور حرام کاموں اور حرام لذتوں کے حصول میں مشغول رہتے ہیں۔ نیز حلال لذتوں کو چھوڑ دینا بھی کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ یہ رہبانیت اور ترک لذات خود ساختہ ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ خود حضور اکرمؐ نے گوشت اور شیرینی نوش فرمائی۔ خوشبو آپؐ کو بے حد مرغوب تھی۔ آپؐ ہمیشہ صاف ستھرا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ البتہ کھانے پینے اور ہر معاملہ میں اعتدال ضروری ہے اور اسراف سے بچنا لازمی ہے۔ حضرت علیؑ نے جو جائز لذات سے پرہیز فرمایا تھا وہ بقول امام باقرؑ صرف اس لئے تھا کہ اس زمانے میں عام آدمی کو وہ چیزیں میسر نہ تھیں۔ اس لئے وہ ایثار سے کام لیتے تھے۔ یہ بالکل ایک علیحدہ چیز ہے جسے ایثار یا قربانی کہتے ہیں۔ یہ لذات کو حرام قرار دینے کے زمرے میں ہرگز نہیں آتی۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



رکھے۔ یہ ہے تمھاری قسموں کا کفّارہ، جب تم
قسم کھا کر توڑ ڈالو (لہٰذا) اپنی قسموں کی
حفاظت کیا کرو۔ اِس طرح اللہ اپنے احکامات
تمھارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ
تم اُس کا شکر ادا کرو[1] (۸۹)

اَے ایمان لانے والو! شراب، جُوا،
بُت یا باطل خداؤں کے نشانات، اور جُوئے
میں استعمال ہونے والے تیر، یہ سب گندے
شیطانی کام ہیں، ان سے بچو۔ تاکہ تم ہر طرح
کی بہتری اور مکمّل کامیابی حاصل کرلو (۹۰)
شیطان تو بس یہ چاہتا ہے کہ شراب اور
جُوئے کے ذریعہ تمھارے درمیان دُشمنی اور
دِلی نفرت کے بیج بو دے[2]۔ اور تمھیں خدا کی

اَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ
اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٨٩﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ
وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾
إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ

---

۱ محققین نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حقیقی شکرِ خدا کے احکامات پر عمل کرنا ہے۔ قسم کی حفاظت کرنے کے معنی قسموں کا خیال رکھنا ہے اور صرف صحیح موقع پر اس کو استعمال کرنا ہے۔ فضول، غیر اہم یا جھوٹی باتوں پر قسم نہ کھانا ہے۔ نیز یہ کہ قسم کھا کر اسے یاد رکھنا اور پورا کرنا ہے۔ اور اگر پورا نہ کر سکے تو اس کا مذکورہ کفارہ ادا کرنا ہے۔

☆☆☆

۲ علامہ طبرسی نے لکھا ہے کہ اس آیت سے شراب اور جوئے کا حرام ہونا چار وجوہات سے ثابت ہوتا ہے۔ (۱) اُنھیں نجاست یا گندگی کہا گیا۔ (۲) اُنھیں شیطانی کام بتایا گیا۔ (۳) اُن سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ اور (۴) اُن سے بچنے پر دنیوی، اُخروی، حقیقی اور ابدی بھرپور کامیابی کا مژدہ سنایا گیا۔

یہ اس لئے کہ ماہرین کے نزدیک شراب پینے اور جوا کھیلنے کا بڑے بڑے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ
تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٩٢﴾
لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ
فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

یاد اور نماز سے روک دے۔[لے] پھر کیا تم اِن چیزوں سے رُک جاؤ گے؟ ﴿٩١﴾ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی بات مان لو۔ اور اِن چیزوں سے باز آجاؤ۔ اگر اِس کے بعد بھی تم نے حکم نہ مانا تو پھر یہ بھی جان لو کہ ہمارے رسولؐ پر تو فقط صاف صاف حکم پہنچا دینے ہی کی ذمّہ داری تھی (حکم کو منوانے کی ذمّہ داری نہیں تھی) ﴿٩٢﴾ اَب جنھوں نے حکم مان لیا اور وہ نیک کام کرنے لگے تو جو کچھ کہ اُنھوں نے پہلے کھایا پیا تھا، اُس پر اُن کی کوئی پکڑ دھکڑ نہ ہوگی، بشرطیکہ وہ آئندہ اُن چیزوں سے بچتے رہیں جو حرام کی گئی ہیں، اور اَپنے ایمان پر قائم رہیں

---

لے اس آیت میں شراب اور جوئے کے عقلی اور معاشرتی نقصانات بتائے ہیں۔ ماہرین نے بڑی تفصیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اس کا ایک بڑا نقصان تو یہ ہے کہ انسان خدا کی یاد ہی سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس طرح فرائض کا احساس ہی ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے شراب پینے پر اسی (۸۰) کوڑے مارنے کی سزا دی تھی۔
محققین نے اس آیت سے یہ نتیجہ بھی نکالا ہے کہ گناہوں کے نقصانات دنیا میں بھی اٹھانے پڑتے ہیں اور آخرت میں تو اس کے حقیقی نقصانات نگاہوں کے سامنے پوری طرح آجاتے ہیں۔

☆☆☆

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

جرائم سے بڑا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑے بڑے طاقتور اور ترقی یافتہ معاشرے جوئے اور شراب کی لت کی وجہ سے اپنی عزت وناموس، طاقت و دولت، شان و شوکت غرض سب کچھ ہی گنوا بیٹھے۔ اسی لئے شراب کو ام الخبائث یعنی تمام خباثتوں کی جڑ کہا گیا ہے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع ۱۲/۲
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ
تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ
يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ
فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾

اور اَچھّے کام کرنے لگیں۔ پھر جس چیز سے
بھی روکا جائے اُس سے رُکیں۔ اور جو خدا
کا حُکم ہو اُسے مانیں۔ پھر خدا سے ڈرتے
ہوئے مُکمّل نیک روّیہ اِختیار کرلیں۔ تو اللہ
اِحسان[۱] کرنے والے نیک کِردار لوگوں سے
محبّت کرتا ہے ﴿۹۳﴾ ع ۱۲/۲
اَے اِیمان لانے والو! اللہ تمھارا اِمتحان
اُس شِکار کے ذریعہ لیتا ہے جس کو تمھارے
ہاتھ اور نیزے پالیں، یہ دیکھنے کے لئے کہ
کون اَن دیکھے خدا سے ڈرتا ہے۔ پھر جو اُس
کے بعد بھی اللہ کی مُقرّر کی ہوئی حَد سے
آگے بڑھا، تو اُس کے لئے بڑی سخت
تکلیف دینے والی سزا ہے ﴿۹۴﴾ اَے اِیمان

[۱] عرفاء کے نزدیک "احسان" سلوک و عرفان اور نیک اعمال کی آخری منزل کا نام ہے۔ اس کے معنی اچھے کام کو اچھی نیت کے ساتھ، بہت ہی اچھے طریقے سے اور دل و جان کے ساتھ بھرپور انداز میں انجام دینا ہے۔ دوسرے معنی "عدل" کے مقابلہ پر سمجھے جاسکتے ہیں۔ اگر کسی کا وہ حق دے دیا جائے جو عدل و انصاف کا تقاضہ ہے اور جو اُس کا حق ہے تو یہ عدل ہے۔ لیکن جو کچھ اس سے زیادہ دیا جائے، تو وہ احسان ہے۔ غرض اردو میں احسان کے جو معنی ہیں یہاں اُن معنی سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



لانے والو! اِس حالت میں کہ تم اِحرام یعنی
حج و عُمرہ کا فقیرانہ لباس پہنے ہوئے ہو تو شِکار
نہ مارو۔ اَب جو اُسے جان بُوجھ کر مارے،
تو جو جانور اُس نے مارا ہو، اُسی کے جیسا ایک
جانور مویشیوں میں سے اُسے نذر دینا ہوگا۔
جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی
کریں گے۔ اور یہ نذرانہ کعبہ پہنچایا جائے گا۔
یا اِس گُناہ کے کفّارہ میں اُسے چند مسکینوں
کو کھانا کِھلانا ہوگا۔ یا اُس کے بدلے روزے
رکھنے ہوں گے۔ تاکہ وہ اَپنے کئے کا مزہ چکھے۔
پہلے جو کچھ بھی ہو چکا ہے، وہ تو خدا نے
معاف کر دیا۔ لیکن جو پھر اَیسا کرے گا، تو
اللہ اُس سے بدلہ لے گا۔ اللہ تو سَب پر

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ
وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ
النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ
أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا
لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ

www.drhasanrizvi.org



عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾
أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ
لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾
جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ
وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا

غالب، زبردست اور بدلہ لینے والا ہے ﴿۹۵﴾
تمھارے لئے سمندر کا شکار اور اُس کا
کھانا حلال قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ تمھارے
لئے اور قافلہ والوں کے لئے فائدہ کا ذریعہ
ہو۔ لیکن جب تک تم احرام باندھے ہو، تو
اُس وقت تم پر خُشکی کا شِکار حرام کیا گیا
ہے۔ پس بچو خدا کی نافرمانی سے جس کی
پیشی کے لئے تم سَب کے سَب کو گھیر گھیر
کر خدا کے سامنے حاضر کیا جائے گا ﴿۹۶﴾
اللہ نے کعبہ کو، جو محترم گھر ہے، سَب
لوگوں کے فائدے کا سبب قرار دیا ہے[1]۔ اور
اِسی طرح محترم مہینہ اور قُربانی کے جانوروں
اور اُن جانوروں کو بھی کہ جن کے گلے میں

[1] یعنی دوسرے تمام احکاماتِ خداوندی کو چھوڑ کر صرف اسی ایک آیت پر غور کرلو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ خدا کے احکامات میں کس قدر فوائد اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں اور اس طرح تم یہ بھی سمجھ سکو گے کہ خدا اپنی مخلوق کے فوائد اور ضروریات کو کتنا گہرا اور مکمل طور پر جانتا ہے۔ مثلاً کعبہ کی مرکزیت کے سبب عرب میں تجارت کا فروغ ہوا۔ اور کسی حد تک خوں ریزی کا سدباب بھی ہوا اور عربوں کی قومی اور معاشرتی زندگی میں مرکزیت پیدا ہوئی۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



پٹّا ڈال دیا جاتا ہے ‘ (لوگوں کی فلاح اور فائدے کا ذریعہ قرار دیا ہے)۔ یہ اِس لئے ہے کہ تمھیں یہ بات معلوم ہو جائے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کے تمام حالات کو خُوب خُوب جانتا ہے۔ اور اُسے ہَر ہَر چیز کا عِلم ہے ﴿۹۷﴾ جان لو کہ خدا سَزا دینے میں بھی بہت ہی سخت ہے اور اِس کے ساتھ اِس میں بھی کوئی شک نہیں کہ خدا بہت ہی معاف کرنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا بھی ہے[1] ﴿۹۸﴾ رسولؐ پر تو صرف خدا کے پیغام کو پہنچا دینے ہی کی ذمّہ داری ہے۔ مگر اللہ تمھارے اُن تمام حالات کو خوب جاننے والا ہے جنھیں تم ظاہر کرتے ہو یا

اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۹۷﴾

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۸﴾

مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

[1] امام رازی جیسے محقق اور مفسر نے لکھا ہے کہ خدا نے اس آیت سے پہلے بھی رحمت اور ربوبیت کو بیان کیا اور آخر میں بھی اپنی معاف کرنے اور رحم کرنے کی صفت کو بیان فرمایا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ خدا کی تخلیق کی ابتدا بھی رحمت سے ہوئی اور خاتمہ بھی رحمت پر ہی ہوگا۔

نیز خدا سزا دینے میں بہت سخت ہے اس لئے اس کی حکم عدولی سے بچو۔ اور خدا بہت معاف کرنے والا ہے اسلئے اگر غلطی سے گناہ کرلیا ہے تو خدا سے معافی مانگو۔ اور خدا بڑا رحم کرنے والا ہے اس لئے اس کے مقرر کئے ہوئے فرائض کو ادا کرو تاکہ اس کی رحمت کے مستحق بن جاؤ۔ (امام رازی)

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ

چھُپاتے ہو ﴿۹۹﴾ آپؐ کہہ دیجئے کہ پاک اور ناپاک چیز برابر نہیں ہے۔ چاہے ناپاک یا گندی چیز کا زیادہ ہونا تمھارے دِل کو خُوب لبھائے۔[1] پس اے عقل والو اللہ کی ناراضگی سے بچو تاکہ تم ہر طرح کی بہتری اور بھرپُور کامیابی حاصِل کر لو ﴿۱۰۰﴾

ع ۱۳

اَے اِیمان لانے والو! اَیسی چیزوں کے متعلّق سوال ہی نہ کیا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہِر کر دی جائیں تو تمھیں ناگوار ہوں۔[2] (کیونکہ اگر تم اُن کے بارے میں پُوچھو گے، جب کہ قرُآن نازل ہو رہا ہے، تو وہ باتیں تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ (خیر اَب تک تم نے جو کچھ پُوچھ لیا) اُسے تو اللہ نے معاف کردیا۔

[1] پاک سے مراد حلال چیزیں، حلال روزی اور ناپاک سے مراد حرام مال، حرام کھانا، کافر، مشرک اور منافق ہیں۔
امام رازی نے لکھا ہے کہ "عالم روحانیات میں جو چیزیں گندی ہیں، وہی عالم جسمانیات میں بڑی مقدار والی اور بڑی ہی لذت والی دکھائی دیتی ہیں"

☆☆☆

[2] محققین نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اصل میں کوئی چیز بھی حرام نہیں ہے بلکہ ہر چیز کی اصل حلال ہوتا ہے۔ صرف وہ چیزیں حرام ہیں جن کو شریعت نے حرام بتایا ہے۔ اسی لئے خداوند عالم نے ہر چیز کے بارے میں سوال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام چیزوں کی اصل حلال اور پاک ہوتا ہے اور حرام ہونا خدا کے حکم دینے پر منحصر ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ آیت خاص طور پر احکام شرعیہ سے متعلق ہے۔ (تفسیر مجمع البیان)
نیز یہی مثبت طرزِ فکر و نظر ہر معاملہ میں ہونا چاہئے۔ تاکہ ہم ہر چیز کو مثبت انداز سے دیکھیں، نہ کہ منفی انداز سے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



اللہ تو ہے ہی بڑا بخشنے والا ' اور بڑا برداشت کرنے والا (۱۰۱) تم سے پہلے بھی کچھ لوگوں نے ایسی ہی باتوں کا سوال کیا تھا ' پھر وہ لوگ اُنھیں باتوں کی وجہ سے حق کے مُنکر بھی ہو گئے (۱۰۲)

اللہ نے نہ تو "بَحِیرہ"[1] مقرّر کیا ہے نہ 'سائبہ' نہ 'وصیلہ' اور نہ 'حام' (یہ سب مختلف قِسم کے جانور ہیں جن کا کافر احترام کرتے ہیں) لیکن جو کافر ہیں وہ خدا پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں۔ کیونکہ اُن میں سے اکثر بے عقل ہیں (۱۰۳)

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس قانون کی طرف آؤ جو خدا نے اُتارا ہے ' اور اُس کے رسولؐ کی طرف آؤ ' تو وہ کہتے ہیں کہ

تُبْدَ لَكُمْ ۚ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٠١﴾
قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا
كٰفِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾
مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ
وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ ۗ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٣﴾
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى

[1] "بحیرہ" اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے پانچ بچے ہو چکے ہوں اور پانچواں بچہ نر پیدا ہو تو اس کے کان کو پھاڑ دیا جاتا ہے۔ اور اس کی بڑی عزت کی جاتی ہے "سائبہ" اس جانور کو کہتے ہیں جسے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا۔ اُس کی عزت بھی کی جاتی ہے۔ "وصیلہ" اس بکری کو کہتے ہیں جس کا پہلا بچہ مادہ یعنی بکری ہو ' اور پھر اس سے کوئی نر نہ پیدا ہو۔ یا اس بکری کو کہتے ہیں جو بکرے کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی ہو۔ اُسے بتوں کے نام کا قرار دے دیتے تھے اور اس کا ذبح کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ "حامی" اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کے صلب سے دس بچے پیدا ہو چکے ہوں۔ اس سے بھی کوئی کام نہیں لیا جاتا تھا۔ یہ تمام پابندیاں بت پرستوں نے از خود ایجاد کی تھیں۔ کسی نبیؑ نے اس قسم کے مہمل احکامات نہیں سنائے تھے۔ معلوم ہوا کہ اپنے اوپر از خود پابندیاں عائد کر لینا ' خواہ وہ رسوم کی ہوں یا مذہبی ہوں ' جن کی اصل شرع میں موجود نہ ہو ' خدا پر تہمت لگانے کے مترادف ہے۔

الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ
كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ
ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ

ہمیں تو بس وہی طریقہ کافی ہے جس پر ہم نے اَپنے باپ دادا کو پایا ہے[1]۔ چاہے اُن کے باپ دادا نہ تو کچھ عِلم ہی رکھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے ہی کی کچھ خبر رکھتے ہوں (۱۰۴) اَے اِیمان لانے والو! تم پر خود تمھاری ذمّہ داری ہے۔ اگر تم سِیدھے راستے پر ہو، تو کِسی دُوسرے کی گمراہی[2] سے تمھارا کچھ نہیں بگڑتا۔ (کیونکہ) تم سب کو اللہ ہی کی طرف تو پلٹنا ہے۔ پھر وہ (خود) تمھیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کِیا کرتے تھے (۱۰۵)

اَے اِیمان لانے والو! جب تم میں سے کِسی پر مَوت کا وقت آجائے اور وہ وصیّت کر رہا ہو، تو تمھارے درمیان گواہی

[1] اس آیت سے محققین نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انسان کو حقائق پر از خود غور و فکر کرنا چاہئے۔ یہ کوئی دلیل نہیں کہ یہ کام ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے لہٰذا اس کا کرنا ضروری ہے۔ محققین نے یہ نتیجہ بھی نکالا ہے کہ عقائد اور اصولِ دین میں تقلید حرام ہے۔ ان معاملات میں ہر انسان اپنی عقل اور ضمیر سے کام لینے کا پابند ہے۔ (تفسیر تبیان)

اس آیت سے محققین نے یہ نتیجہ بھی نکالا ہے کہ احکام شریعت کا ماخذ قرآن کے ساتھ ساتھ سنت رسولؐ بھی ہے۔ اس لئے کہ آیت میں قرآن کے ساتھ ساتھ رسولؐ کی طرف آنے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ قرآن ہماری ہدایت کے لئے کافی ہے، خود قرآن ہی کی اس آیت کے بالکل خلاف ہے اگر قرآن کافی ہوتا تو خود خدا قرآن کے ساتھ ساتھ اپنے رسولؐ کی طرف آنے کا حکم نہ دیتا۔

☆☆☆

[2] مفسرین نے لکھا ہے کہ اس آیت

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



کے لئے تم میں سے دو² عادل آدمی (جن
کو عام طور پر شریف انسان سمجھا جائے)
گواہ بنائے جائیں۔ ہاں اگر تم سفر میں ہو،
اور اِس حالت میں تم پر موت آجائے، تو
دو² گواہ غیروں میں سے بنا لو۔ پھر اگر
تمھیں شک ہو جائے تو دونوں گواہوں کو
نماز کے بعد کھڑا کرو، اور وہ خدا کی قسم
کھا کر کہیں کہ: ہم اِس گواہی کی کوئی
قیمت نہیں لے رہے ہیں (یعنی) ہم اپنے
کسی ذاتی فائدے کے بدلے اپنی گواہی بیچنے
والے نہیں ہیں۔ چاہے وہ ہمارا رشتہ دار
ہی کیوں نہ ہو (ہم اُس کی رعایت کرنے
والے نہیں)، اور نہ خدا واسطے کی گواہی

اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا
عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ
ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ
تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ
اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

کے معنی یہ ہیں کہ دوسروں کی گمراہی کے غم میں مرنے کی ضرورت نہیں اور نہ دوسروں پر نکتہ چینی کرنے میں دلچسپی لینے کی ضرورت ہے۔ اپنی اصلاح کی فکر کرنا ضروری ہے۔ عام طور پر لوگوں کا رویہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کے عیوب پر بڑی گہری تنقید فرماتے ہیں اور خود کو بھول جاتے ہیں۔ دوسروں کی آنکھ کا تنکا بھی ان کو شہتیر سے بڑا دکھائی دیتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر بھی دکھائی نہیں دیتا۔

البتہ اس آیت کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ تم دوسروں کی اصلاح کی کوئی فکر ہی نہ کرو۔ اس سلسلے میں اعتدال کا سبق دیا گیا ہے۔ بعض مفسرین نے اس آیت میں "انفسکم" کے لفظ کے یہ معنی لئے ہیں کہ "تمہارے آدمی" یا "تمہارے اپنے ہم مذہب" یعنی تم اپنے گروہ کی فکر کرو۔

۔(تفسیر تبیان)

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ
الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾
فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ
يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ
الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ
مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾

کو ہم چھُپانے والے ہیں، (کیونکہ) اگر ہم نے
اَیسا کیا تو ہم گناہگاروں میں شمار ہونگے (١٠٦)
لیکن اگر یہ پتہ چل ہی جائے کہ اُن دونوں
گواہوں نے اَپنے آپ کو گُناہ میں مُبتلا کیا
ہے، تو پھر اُن کی جگہ دوؔ اور شخص جن کا
حق اُن سے چھینا گیا ہے، کھڑے ہوں، جو
گواہی دینے کے اُن سے زیادہ اَہل بھی
ہوں، اور وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ
ہماری گواہی اُن کی گواہی سے زیادہ صیح
ہے۔ اور ہم نے اَپنی گواہی میں ذرا سی
بھی زیادتی نہیں کی ہے۔ اگر ہم اَیسا کریں
تو یقیناً ہم ظالموں میں سے ہوں گے (١٠٧)
اِس طریقہ سے زیادہ توقع کی جا سکتی ہے

ذٰلِكَ اَدْنٰىٓ اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

کہ لوگ ٹھیک ٹھیک گواہی دیں گے۔ یا کم سے کم اِس بات ہی سے ڈریں گے کہ اُن کی قسموں کے بعد دُوسری قسموں سے کہیں اُن کی تردید نہ ہو جائے۔ پس (جھُوٹی گواہی نہ دے کر) اللہ کے غصّہ سے بچو اور (وصیّت کو ٹھیک ٹھیک) سُنو۔ (کیونکہ) اللہ حکم نہ ماننے والے بدکاروں کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا ﴿۱۰۸﴾

ع ۱۴ ۸

جِس دِن اللہ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا کہ تمھیں کیا جواب دیا گیا تھا؟ تو وہ عرض کریں گے کہ ہمیں کچھ خبر نہیں[1] یقیناً آپ خود تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والے ہیں (انبیاء کا کمالِ ادب ملاحظہ فرمائیں کہ

[1] انبیاء کا کمالِ ادب ملاحظہ فرمائیں کہ علمِ خدا کے سامنے کس طرح عاجزی سے کہہ رہے ہیں کہ "ہمیں کچھ خبر نہیں"

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ
وَعَلٰى وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدْتُكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ
النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ
الْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ
كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنْفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا

خدا کے عِلم کے سامنے اُپنی عاجزی کو کِس
طرح پیش فرما رہے ہیں ) ﴿١٠٩﴾ پھر اُس وقت
کا تصوّر کرو کہ جب اللہ فرمائے گا کہ "اَے
مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ ! یاد کرو میری اُس نِعمت
کو جو مَیں نے تمھیں اور تمھاری ماں کو عطا
کی تھی ۔ مَیں نے "رُوح القدُس" یعنی پاک
رُوح کے ذریعہ تمھاری مَدد کی ۔ تم گھوارے
مَیں بھی (اُسی طرح) لوگوں سے باتیں کرتے
تھے (جس طرح) بڑی عمُر مَیں ۔ مَیں نے تمھیں
کتاب ، حِکمت ، تورات اور انجیل کی تعلیم
دی ۔ تم میری اِجازت سے مٹّی کا پُتلا
پرندے کی شکل کا بناتے اور اُس مَیں پھُونک
مارتے تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا

www.drhasanrizvi.org



تم پیدائشی اَندھے اور کوڑھی کو میری اِجازت سے اَچھّا کر دیتے تھے ۔ تم میری اِجازت سے مُردوں کو (قبروں سے زندہ) نِکالتے تھے ۔ پھر جب تم بَنی اِسرائیل کے پاس کھُلی ہوئی واضح نِشانیاں لے کر پہنچے، تو اُن میں جو حق کے مُنکر تھے کہنے لگے کہ "یہ نِشانیاں کھُلے ہوئے جادُو کے سِوا کچھ بھی تو نہیں ہیں"۔ تو میں نے تمھیں اُن سے بچا لیا (۱۱۰) اور جب میں نے حواریوں کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبرؑ پر اِیمان لاؤ ۔ تو اُنھوں نے کہا کہ " ہم اِیمان لائے اور گواہ رہنا کہ ہم مُسلمان ہیں (۱۱۱) پھر جب حواریوں نے کہا اَے مریمؑ کے بیٹے[1] عیسیٰؑ ! کیا آپ کا

بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ
تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ (۱۱۰)
وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ۚ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ (۱۱۱)
اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ

[1] حواریوں کا حضرت عیسیٰؑ کو "مریم کا بیٹا" کہہ کر خطاب کرنا بتاتا ہے کہ حواری حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے تھے یہ بعد کی ایجاد ہے۔

☆☆☆

يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ
قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۱۲﴾
قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ
أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِينَ ﴿۱۱۳﴾
قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً
مِّنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً

پالنے والا یہ قُدرت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اُتار دے ؟ تو عیسیٰؑ نے کہا: "اللہ سے ڈرو اگر تم اللہ کو مانتے ہو" ﴿۱۱۲﴾ اُنھوں نے کہا: "ہم تو بَس یہ چاہتے ہیں کہ اُس خوان سے کھانا کھائیں تاکہ ہمارے دِلوں کو اطمینان حاصِل ہو جائے۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ آپؑ نے ہم سے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے اور ہم اُس پر گواہ بَن جائیں" ﴿۱۱۳﴾ اِس پر مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ نے دُعا کی: "اَے خدایا! اَے ہمارے پالنے والے مالک! ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار دے۔ جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلے پچھلوں کے لیے "عید" (یعنی) بار بار لَوٹنے

www.drhasanrizvi.org



مِّنۡكَ‌ۚ وَارۡزُقۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّىۡ مُنَزِّلُهَا عَلَيۡكُمۡ‌ۚ فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بَعۡدُ مِنۡكُمۡ فَاِنِّىۡۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾ ع ۱۵

وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِىۡ وَاُمِّىَ اِلٰهَيۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ‌ؕ قَالَ

والا خوشی کا موقع' قرار پائے۔ اور وہ تیری طرف کی ایک نشانی بھی ہو۔ اور ہمیں رزق دے اور تُو تو تمام رزق عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر رزق عطا کرنے والا ہے" (۱۱۴) اللہ نے جواب دیا: "بے شک میں اُسے تم پر اُتار دُوں گا۔[۱] لیکن اَب اِس کے بعد بھی جو تم میں سے حق سے اِنکار کی روِش اختیار کرے گا' تو پھر یقیناً میں اُس کو اَیسی سخت سَزا دُوں گا جَیسی کائنات

ع ۷ ۱۵ میں کِسی کو بھی نہ دی گئی ہوگی" (۱۱۵)

اور وہ وقت بھی یاد کرو جَب اللہ کہے گا۔ اَے مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ! کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ

[۱] جس طرح موسیٰؑ کی قوم نے یہ مطالبہ کردیا تھا کہ ہمیں خدا کو ظاہر بظاہر دکھایا جائے' اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے جو حالانکہ عوام میں سے بھی نہ تھے' بلکہ خواص میں شامل تھے' آسمانی دسترخوان اتارنے کا مطالبہ کردیا' مگر کیونکہ یہ مطالبہ اتنا سنگین نہ تھا جتنا کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم کا مطالبہ تھا' اس لئے یہ مطالبہ خدا نے منظور فرمالیا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ اب اتنے بڑے معجزے کو دیکھنے کے بعد بھی اگر انکاری ہوئے تو اتنی ہی بڑی سزا کے مستحق بن جاؤ گے۔

اِس آیت سے علامہ طبرسی نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کسی پیغمبر یا خدا کے کسی پسندیدہ انسان سے روزی طلب کرنا شرک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ خدا نے خود فرمایا کہ "خدا تمام روزی دینے والوں میں سے سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔" جس سے ثابت ہوا کہ روزی دینے کی نسبت خدا کے علاوہ دوسروں کو بھی دی جاسکتی ہے۔ (تفسیر بیان)

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



سُبۡحٰنَكَ مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَـيۡسَ لِىۡ بِحَقٍّ ؕ اِنۡ
كُنۡتُ قُلۡتُهٗ فَقَدۡ عَلِمۡتَهٗ ؕ تَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِىۡ وَلَاۤ
اَعۡلَمُ مَا فِىۡ نَفۡسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ﴿۱۱۶﴾
مَا قُلۡتُ لَهُمۡ اِلَّا مَاۤ اَمَرۡتَنِىۡ بِهٖۤ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ
رَبِّىۡ وَرَبَّكُمۡ ۚ وَكُنۡتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا مَّا دُمۡتُ

مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو ؟ تو
وہ کہیں گے کہ: "ہر عیب سے پاک ہے
تیری ذات، مجھے یہ حق ہی نہ تھا کہ میں
وہ بات کہتا جو میرے لئے مناسب نہیں ہے۔
اگر میں نے ایسی کوئی بات کہی ہوتی تو آپ
کو اُس کا ضرور عِلم[1] ہوتا۔ آپ تو میرے دِل
تک کی بات کو جانتے ہیں، جب کہ میں آپ
کے ذاتی عِلم کو نہیں جانتا۔ یقیناً آپ تو
تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والے ہیں ﴿۱۱۶﴾
میں نے تو اُن سے اُس کے سِوا کچھ بھی نہیں
کہا تھا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا[2]"
کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی مالک اور
پالنے والا ہے اور تمھارا بھی مالک اور پالنے

۱۔ امام رازی نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا ہر بات کو خدا کے علم کے حوالے کر دینا کمالِ ادب اور انتہائی انکساری ہے۔

☆☆☆

۲۔ حضرت عیسیٰؑ کا کمالِ عبدیت بھی ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے پیغام توحید کو بھی اپنی طرف منسوب نہ فرمایا۔ بلکہ کہا ---- "میں نے تو وہی کہا تھا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا"۔

www.drhasanrizvi.org



فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ
وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾
إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾
قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ
لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

والا ہے۔ میں تو صرف اُسی وقت تک اُن پر گواہ تھا جب تک کہ میں اُن میں تھا۔ جب آپ نے میری مدّت پُوری کر دی[1] تو پھر آپ ہی اُن پر نگراں تھے اور آپ تو ہر چیز پر نگراں ہیں۔ (117) اَب اگر آپ اُنھیں سزا دیں تو بے شک وہ آپ ہی کے تو بندے ہیں۔ اور اگر اُنھیں معاف فرما دیں، تو بلا شُبہ آپ ہر چیز پر غالب اور گہری مصلحتوں کے مطابق ٹھیک کام کرنے والے ہیں" (118) تَب خدا کہے گا: "یہ وہ دن ہے کہ جس دن سچّوں[2] کو اُن کی سچّائی فائدہ پہنچائے گی اور اُن کے خُوب خُوب کام آئے گی۔ اُن کے لئے اَیسے اَیسے سرسبز و شاداب باغات ہیں کہ

[1] قادیانی حضرات نے لفظ وفات سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی موت واقع ہو چکی جب کہ عربی میں وفات کے اصل معنی موت دینے کے نہیں ہوتے، بلکہ اصل معنی مدت پوری کرنے کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ عام طور پر مدتِ حیات موت ہی کی شکل میں پوری ہوتی ہے اس لئے وفات کے دوسرے معنی موت کے استعمال ہونے لگے ہیں۔ لیکن اگر مدت پوری ہونے کی کوئی اور شکل اللہ پیدا فرمادے تو بھی اسی لفظ کو استعمال کیا جائے گا۔ اس لئے لفظ وفات سے روح کا قبض ہونا ضروری نہیں۔ (تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر تبیان)

☆☆☆

[2] سچ بولنے سے دنیا میں اکثر نقصانات بھی اٹھانے پڑ جاتے ہیں مگر آخرت کا دن وہ ہو گا کہ سچوں کی سچائی اُن کو پوری پوری طرح فائدہ پہنچائے گی اور ان کے خوب کام آئے گی۔

محققین نے لکھا ہے کہ یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے بڑی کامیابی جنت کا حصول ہے اور اُس سے بھی بڑی کامیابی اللہ کی رضامندی یا خوشنودی حاصل کرلینا ہے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



فِيهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع ۱۶

جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ۔ یہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے ۔ یہی تو سب سے بڑی کامیابی ہے ﴿۱۱۹﴾ اللہ ہی کے لئے ہے زمین اور آسمانوں کی اور اُن کے درمیان کی تمام چیزوں کی سلطنت اور حکومت ، (کیونکہ) وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے[1] ﴿۱۲۰﴾

ع ۲

ایاتہا ۱۶۵ (۶) سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۲۰

آیات ۱۶۵ سُورۂ انعام مکی رکوعات ۲۰

(چوپایوں کا سورہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض پہنچانے والا ، مسلسل بیحد رحم کرنے والا ہے ○

سب کی سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے

[1] امام رازی نے لکھا ہے کہ یہاں خدا نے تمام مخلوقاتِ عالم کے لئے "من" کے بجائے "ما" کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو صاحبانِ عقل کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ جمادات اور حیوانات کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ساری کی ساری مخلوقاتِ عالم ، زمین و آسمان ، ملائکہ مقربین ، سب کے سب خدا کی قدرت اور حکومت کے آگے ایسے ہی بے بس ہیں کہ جیسے جمادات ہوں ، اور خدا کے علم کے سامنے اتنے ہی کم عقل ہیں کہ جیسے چوپائے ہوں ۔ غرض اللہ کی قدرت کے سامنے سب کے سب بے قدرت ہیں اور خدا کے علم کے سامنے گویا لا علم ہیں ۔ (تفسیر کبیر فخرالدین رازی)۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اور روشنی اور اندھیرے[1] قرار دیئے۔ پھر بھی جنھوں نے حق کو نہیں مانا وہ دوسروں کو اپنے مالک اور پالنے والے کے برابر قرار دیتے ہیں ① وہ خدا وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر تمھارے لئے (دنیوی زندگی کی) ایک مدت مقرر کردی[2]۔ اور ایک اور مدت بھی ہے جو اس کے ہاں طے شدہ ہے۔ (یعنی قیامت کا وقت) مگر تم لوگ ہو کہ بس شک ہی میں پڑے ہوئے ہو ② اور وہی آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی ہے (یعنی وہ لامکان ہے کسی جگہ میں محدود نہیں بلکہ ہر جگہ موجود ہے) وہ تمھارے کھلے اور چھپے تمام حالات

وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ①
هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ②
وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ

[1] محققین نے لکھا ہے کہ یہاں خدا نے "نور" یعنی روشنی کو تو واحد استعمال کیا ہے مگر "ظلمات" یعنی اندھیروں کو جمع استعمال فرمایا۔ شاید اس لئے کہ دنیا میں باطل زیادہ اور حق کی تعداد کم ہے۔ (موضح القرآن) اس سے معلوم ہوا کہ کثرت تعداد حق کی دلیل نہیں ہوا کرتی۔

پھر زمین و آسمان کے لئے تو "خلق" یعنی پیدا کرنے کا لفظ استعمال فرمایا مگر روشنی اور اندھیرے کے لئے "جعل" یعنی قرار دینے کا لفظ استعمال فرمایا۔ شاید اس لئے کہ زمین و آسمان تو وجودی اور حقیقی چیزیں ہیں جب کہ روشنی اور اندھیروں میں روشنی تو وجودی چیز ہے لیکن اندھیرا یعنی باطل "عدمی" چیز ہے۔ کیوں کہ خدا نے اندھیروں کو پیدا نہیں فرمایا بلکہ حق کو چھوڑ دینے ہی کا نام اندھیرا اور باطل ہے، جو انسان کا خود اپنا عمل یا کسب ہے جو ایک منفی چیز ہے کوئی وجودی چیز نہیں۔

☆☆☆

[2] حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



کو خُوب خُوب جانتا ہے، اور اُسے بھی جانتا
ہے جو کچھ کہ تم لوگ کیا کرتے ہو ③
لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ اُن کے مالک
اور پالنے والے کی نشانیوں میں سے کوئی
نشانی اَیسی نہیں ہے جو اُن کے سامنے آئی
ہو اور اُنھوں نے اُس سے مُنہ نہ موڑا ہو ④
اِسی لئے اَب جو حق بات اُن کے پاس آئی تو
اُسے بھی اُنھوں نے جُھٹلا دیا۔ اَب بہت
جلدی اُنھیں اُس بات کے متعلق خبریں پہنچ
جائیں گی جِس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے ⑤
کیا اُنھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم اُن سے
پہلے کِتنی اَیسی قوموں کو ہلاک و برباد کر
چُکے ہیں جن کا اُن کے اَپنے زمانے میں بڑا

وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ③
وَمَا تَأْتِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا
عَنْهَا مُعْرِضِينَ ④
فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ
أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ⑤
أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ مَّكَّنَّاهُمْ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ "مقرر کیا ہوا وقت تو وہ ہے جس کو خدا نے حتمی طور پر طے فرمادیا ہے۔ جو نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ لیکن دوسری مدت جو اس کے ہاں طے شدہ ہے (جو ہمیں معلوم نہیں اس لئے ہمارے علم کے مطابق) اس میں بداء یعنی تبدیلی ہو سکتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس حکم کو آگے پیچھے کرتا ہے۔ (از تفسیر قمی)۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْہِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْہٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہِمْ فَاَہْلَکْنٰہُمْ بِذُنُوْبِہِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِہِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۶﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ کِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْہُ بِاَیْدِیْہِمْ لَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ ہٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷﴾

دَور دَورہ رَہا ہے؟ ہم نے اُن کو زمین میں وہ حکومت اور وہ اِقتدار بَخشا تھا جو تمہیں بھی نہیں بخشا۔ اُن پر تو ہم نے آسمان سے خُوب خُوب (اَپنی رحمت کی) مُوسلا دھار بارشیں برسائی تھیں۔ اور اُن کے (پیروں کے) نیچے (دَولت کی) نہریں بہا دی تھیں۔ پھر اُن کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے اُنھیں تباہ و برباد کر ڈالا[1] اور اُن کی جگہ دُوسری نسلوں اور قوموں کو اُٹھایا ﴿۶﴾

اگر ہم تم پر کوئی کاغذ پر لِکھی ہوئی کِتاب بھی اُتار دیتے، اور وہ لوگ اُسے اَپنے ہاتھوں سے چھُو بھی لیتے، تو بھی جن لوگوں نے ہمیشہ حق کا اِنکار ہی کیا ہے، وہ

[1] محققین نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر کوئی قوم خدا سے سرکشی کرے تو اس کی مادی خوش حالی اسے ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ نیز یہ کہ مادی خوش حالی اور فتوحات حقانیت کی ہرگز دلیل نہیں ہو سکتے البتہ کبھی کبھی عذاب الٰہی کے آنے کی ضرور دلیل بن جاتے ہیں۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا
لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ⑧
وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ
مَّا يَلْبِسُوْنَ ⑨
وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ

تو یہی کہتے کہ یہ تو کھُلا ہوا جادُو ہے ⑦ اُنھوں نے کہا کہ اِس نبیؐ پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں اُترتا؟ اگر ہم فرشتہ ہی اُتار دیتے تو پھر اُن کا فیصلہ ہی ہو جاتا، پھر اُنھیں (ایمان لانے اور اَپنی اِصلاح کرنے کے لئے مزید) کوئی مُہلت نہ دی جاتی[۱] ⑧ نیز یہ کہ اگر ہم فرشتے کو بھی اُتارتے تو اُسے اِنسان ہی کی شکل میں اُتارتے۔ اور اِس طرح اُنھیں پھر اَیسا ہی شک کرنے کا مَوقع دے دیتے جَیسے شک وہ اَب کر رہے ہیں (کیونکہ ہمارا اصل مقصد تو اُن کی عقل و فہم کا اِمتحان لیناہے) ⑨

اور آپؐ سے پہلے بہت سے پَیغمبرعؑ وں کا مذاق اُڑایا گیا۔ تو جن لوگوں نے اُن کا

[۱] اگر فرشتے دکھا دیئے جاتے اور پھر یہ انکار کرتے تو پھر کوئی مہلت ہی نہ دی جاتی اور فوراً عذاب اتر آتا۔ کیونکہ حق کو صریح دیکھ لینے کے بعد بھی اس کا انکار کرنا، ناقابل معافی جرم ہے۔ دوسری صورت یہ ہوتی کہ فرشتے انسان کی شکل میں آتے تاکہ وہ ہمارے لئے نمونۂ عمل بن سکیں اور ہم ان کی پیروی کرکے خدا کے پسندیدہ اوصاف پیدا کر سکیں۔ تو پھر یہ لوگ یہی بات کہتے جواب کہہ رہے ہیں کہ یہ فرشتہ انسان کیوں بن گیا؟ یہ کھاتا پیتا کیوں ہے؟ یہ بازاروں میں چلتا پھرتا کیوں ہے؟ کیوں کہ اُن کی ذہنیت ہی غلط ہے اور کیوں کہ اُن کا طرزِ عمل ہی منفی ہے، اس لئے یہ لوگ حق کے قبول کرنے میں ہمیشہ شک وشبہ ہی کرتے رہیں گے۔ پھر فرشتوں کا نظر آنا خدا کے قانون میں عذاب الٰہی کے اُترنے کے وقت ہی ہوا کرتا ہے کیوں کہ کھلے ہوئے معجزات کے معنی عالم ناسوت کے حجابات کا اٹھ جانا ہوتا ہے۔ برزخی دنیا اِسی کا نام ہے کیوں کہ برزخ کی زندگی کشفِ حقائق ہی کی زندگی ہے اِس لئے جب فرشتے اترتے نظر آنے لگیں تو گویا برزخی دنیا میں انسان پہنچ گیا اور حقیقت اُس کے سامنے آگئی۔ اور کافروں کی حقیقت تو یہی ہے کہ وہ اپنے انکارِ حق کے عذاب کو دیکھ لیں۔

ع ۱

سَخِرُوۡا مِنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝۱۰
قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ ثُمَّ انْظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ ۝۱۱
قُلْ لِّمَنۡ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ قُلْ لِّلّٰهِ‌ؕ كَتَبَ
عَلٰى نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ‌ؕ لَيَجۡمَعَنَّكُمۡ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ لَا

مَذاق اُڑایا تھا، اُنھیں اُسی سَزا نے آگھیرا
جِس کا کہ وہ مذاق اُڑاتے تھے ۱۰ اُن سے
کہو، ذرا زمین میں چل پھر کر تو دیکھیں[1] کہ جھٹلانے
والوں کا کیا انجام ہوا؟ ۱۱ اُن سے پُوچھو،
آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ
کِس کا ہے؟ (جب وہ سب کچھ جان کر
بھی جواب نہ دیں تب) کہو کہ سب اللہ ہی
کا ہے۔ اُس نے رحم و کرم[2] کو اپنے اوپر لازم کر
لیا ہے۔ (اسی لئے وہ تمھاری سرکشی کی فوراً
سزا نہیں دیتا اور تمھیں غور و فکر اور اَپنی
اِصلاح کی مُہلت پر مُہلت دئے چلا جا رہا
ہے۔ لیکن) قیامت کے دِن وہ یقیناً تم سَب
کو ضرور جمع کرے گا۔ یہ بالکل ایک غیر مُشتبہ

۱ امام رازی نے یہاں یہ نکتہ نکالا ہے کہ اگر آیت میں حرف "فانظروا" یعنی "دیکھو" ہوتا تو اس کے معنی یہ ہو جاتے کہ سفر صرف عبرت یا سبق حاصل کرنے ہی کے لئے ہو سکتا ہے کیوں کہ خدا نے "ثم انظروا" یعنی "زمین پر چلو پھرو" "پھر" "دیکھ لو" فرمایا ہے۔ اس "پھر" نے سفر کے مقصد میں گنجائش کو بہت بڑھا دیا ہے۔ اب ہر جائز کام کے کرنے کیلئے سفر جائز ہو گیا لیکن سبق سیکھنے اور عبرت حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا ضروری ہو گیا۔ (تفسیر کبیر)

☆☆☆

۲ معلوم ہوا کہ خدا کی ذاتی صفت تو رحمانیت اور رحیمیت ہی ہے۔ باقی رہا قہر و غضب تو یہ صرف عادی مجرموں کے لئے ہوتا ہے۔ بُرا ہو مسیحی لکھنے والوں کا کہ انہوں نے قرآن کے خدا کو ایک ڈراؤنا خدا بنا کر پیش کیا ہے۔ (تفسیر کبیر)

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



رَيْبَ فِيهِ ۚ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ⑫
وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ ⑬
قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ
أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ⑭

حقیقت ہے ۔ مگر جن لوگوں نے خود اپنا ہی
نقصان کیا ہے وہ حق کو کبھی نہیں مانیں گے (۱۲)
رات کے اندھیرے اور دِن کی روشنی میں
جو کچھ بھی کہ سکونت پذیر ہے ' سَب کا سَب
اللہ ہی کا ہے ' اور وہ سب کچھ سُنتا اور جانتا
ہے (۱۳) کہو ' پھر کیا اللہ کو چھوڑ کر میں کسی
اور کو اَپنا سَرپرست بنا لُوں ؟ اُس خدا کو
چھوڑ کر جو زمین و آسمان کا پَیدا کرنے والا
بھی ہے اور جو روزی دیتا ہے مگر روزی لیتا
نہیں ؟ کہو کہ مجھے تو یہی حُکم دیا گیا ہے کہ
مَیں سب سے پہلے اُس (خدا) کے آگے اَپنا
سَر تسلیم و اِطاعت جُھکا کر اوّل درجہ کا
مُسلم[1] رہوں ۔ (یعنی) خدا کا سب سے زیادہ اور

[1] یعنی حضور اکرمؐ مرتبہ اور وقت دونوں اعتبار سے ساری کائنات سے مقدم ہیں ۔ کیوں کہ اول مخلوق ہیں اس لئے وقت کے اعتبار سے اول مسلم ہیں اور اول مومن ہیں ۔ آن سے پہلے کوئی خدا کا فرماں بردار نہ تھا ۔ سب ان کے بعد ہیں ۔ اور مرتبے کے اعتبار سے بھی سب سے اول اور افضل ہیں ۔ محققین نے دوسری بات جو اس آیت کے ذیل میں لکھی ہے وہ یہ ہے کہ خدا کے سوا جتنے بھی خدائی کے جھوٹے دعویدار ہیں ' وہ لوگوں کو رزق تو کیا دے سکتے ہیں ' وہ تو خود لوگوں سے رزق پاتے ہیں ۔ کوئی فرعون اُس وقت تک خدائی کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک لوگوں سے ٹیکس وصول نہ کرے ۔ کوئی دیوتا اس وقت تک دیوتا بنتا ہی نہیں جب تک لوگ اس کا بُت بنا کر نہ سجائیں ۔ غرض سارے بناوٹی خدا انسانوں کے محتاج ہیں ۔ صرف ایک خدا کی ہی ذات ہے جو خود اپنے بل پر قائم ہے ' وہ اوروں کا محتاج نہیں مگر سب اس کے ہر اعتبار سے محتاج ہیں

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



پہلا فرماں بردار۔ (اور یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ)
تمھیں مُشرکوں میں سے ہرگز نہیں ہونا چاہیئے ⑭
کہو، اگر میں اپنے پالنے والے مالک کی نافرمانی
کروں تو ڈرتا ہوں کہ ایک بڑے (ہی خوفناک)
دن مجھے سخت سزا بُھگتنی پڑے ⑮ وہ سزا کہ
جو شخص اُس دن اُس سزا سے بچ گیا، تو اُس
پر تو خدا نے بڑا ہی رحم فرمایا۔ اور یہی تو
(حقیقی) کھُلی ہوئی کامیابی ہے ⑯
(توحید کی حقیقت یہ ہے کہ) اگر اللہ تمھیں
کسی قسم کا نقصان پہنچائے، تو پھر اُس کے
سوا کوئی بھی تو نہیں ہے جو تمھیں اُس نقصان
سے بچا سکے۔ اور اگر وہ تمھیں کوئی بھلائی یا
فائدہ پہنچائے، تو وہ ہر چیز پر قادر ہے ⑰ وہ

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ
یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿١٥﴾
مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿١٦﴾
وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ
وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿١٧﴾

www.drhasanrizvi.org



وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿١٨﴾

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ ۚ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً

اَپنے بندوں پر پُورے پُورے اِختیارات رکھتا ہے اور وہ حکیم (یعنی) تمام گہری مَصلحتوں کا جاننے والاؔ۱ بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا اور تمام باتوں سے پُوری پوری طرح باخبر ہے ﴿۱۸﴾

اُن سے پُوچھو کہ کون سی چیز گواہی میں سب سے بڑی ہے؟ کہو میرے اور تمھارے درمیان اللہ گواہ ہے۔ (کہ میں اُس کا مُقرّر کیا ہوا رسولؐ ہوں) اور یہ بھی کہ میری طرف قُرآن کی وحی بھیجی گئی ہے۔ تاکہ تمھیں اور جس جس تک یہ (پیغام) پہنچے۲ اُس کو مُتنبّہ کردُوں۔ کیا واقعی تم اِس بات کی گواہی دے سکتے ہو کہ خدا کے ساتھ دُوسرے خدا بھی ہیں؟ (یعنی کیا تم کو واقعی اِس بات

۱۔ محققین کے نزدیک خدا کا خود کو تمام گہری مصلحتوں کا جاننے والا، ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا، ہر چیز سے باخبر فرمانا، یہ بتاتا ہے کہ خدا اپنے اختیارات کو اندھا دھند استعمال نہیں فرماتا بلکہ اپنے علم و حکمت، ضبط و تحمل کے تحت استعمال فرماتا ہے۔

☆☆☆

۲۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ "جس جس تک یہ پیغام پہنچے" سے حقیقی مراد "آل محمدؐ" میں سے ایک امامؑ ہوتا ہے جو آنحضرتؐ کے بعد قرآن کے ذریعے لوگوں کو اسی طرح ڈرائے گا جس طرح آنحضرتؐ خود ڈرایا کرتے تھے اور احکام خدا کو اسی طرح پہنچاتا رہے گا جس طرح خود آنحضرتؐ پہنچایا کرتے تھے۔ (از تفسیر صافی صفحہ ۱۵۳، تفسیر مجمع البیان، کتاب کافی و تفسیر عیاشی)۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّآ اَشْھَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّ
اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ﴿۱۹﴾
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ
اَبْنَآءَھُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ

کا عِلم ویقین ہے کہ خدا کے سِوا کوئی اور خدا
بھی ہیں اِس لئے کہ گواہی بغیر عِلم اور یقین کے
نہیں ہو سکتی)۔ کہو' میں تو اِس بات کی ہرگز
گواہی نہیں دے سکتا۔ کہو کہ خدا تو بس وہی
ایک ہے' اور میں اُس شرک سے جو تم کرتے
ہو قطعاً بے تعلّق اور بیزار ہوں ﴿۱۹﴾ جن لوگوں
کو ہم نے کِتاب دی ہے وہ اِس بات کو اِس
طرح پہچانتے ہیں جیسے اَپنے بیٹوں کو پہچانتے
ہیں۔ مگر جنھوں نے اُپنے آپ کو نقصان میں
ڈال ہی دِیا ہے' وہ اِس بات کو ہرگز نہیں
ع ۲ ۸ مانیں گے ﴿۲۰﴾ اور اُس شخص سے بڑھ کر
ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹی تہمت لگائے'
یا اللہ کی نشانیوں کو جُھٹلائے۔ اِس میں

www.drhasanrizvi.org



بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾
وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا
اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾
ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾

کوئی شک ہی نہیں ہے کہ جو ظالم ہوں، وہ
کِسی بھی طرح کی حقیقی بھلائی یا کامیابی حاصِل
نہیں کر سکتے ﴿۲۱﴾ (اُن کی ناکامی تو اُس دِن
دیکھنے کے قابل ہوگی) جس دِن ہم اُن سَب
کو مَیدانِ حَشر میں اِکٹّھا کر دیں گے۔ پھِر
جِنھوں نے شِرک کیا تھا اُن سے پوچھیں گے
کہ اَب وہ تمھارے (بنائے ہوئے خدا کے)
شریک کہاں ہیں جِن کو تم اَپنا خدا سمجھتے
تھے؟ ﴿۲۲﴾ تو پھر اُن کے پاس نہ تو کوئی شرارت
اور نہ کوئی ترکیب یا کوئی جھُوٹ باقی نہ رہے گا،
سِوا اِس کے کہ وہ یہ کہیں کہ خدا کی قسم!
اَے ہمارے مالک! ہم تو مُشرک نہیں تھے ﴿۲۳﴾
اَب دیکھ لو کہ وہ کِس کِس طرح اَپنے واسطے

www.drhasanrizvi.org



انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾

جھُوٹ باندھنے لگے، مگر وہاں اُن کے سارے جھُوٹ اُن سے گُم ہو گئے ﴿۲۴﴾ اور اُن میں سے ایسے بھی ہیں کہ جو آپؐ کی بات بڑے غَور سے سُنتے ہیں، مگر ہم نے اُن کے دِلوں پر پردے ڈال دئے ہیں، اِسی لئے وہ اُسے سمجھتے نہیں[۱]۔ اور اُن کے کانوں پر بھاری پَن یا گرانی پڑی ہوئی ہے۔ (کہ سب کچھ سُن کر بھی کچھ نہیں سُنتے) وہ چاہے کوئی بھی نِشانی دیکھ لیں، اُس کو مانیں گے نہیں۔ یہاں تک کہ وہ جب آپؐ کے پاس جھگڑتے اور بحث کرتے ہوئے آئیں گے، تو بھی یہ حق کے اِنکاری بس یہی کہیں گے کہ یہ سَب کچھ اَگلے لوگوں کے قِصّوں کے سِوا کچھ بھی تو نہیں ﴿۲۵﴾ یہ لوگ

[۱] جب انسان کا مقصد حق کو سمجھنا ہی نہ ہو اور صرف اعتراض کرنا، مذاق اڑانا، تفریح لینا، من مانی کرنا، عیش اڑانا، مال، عورت اور اقتدار طلبی ہو تو وہ ہر حق بات کو یہی کہہ کر ٹال دیتا ہے کہ یہ تو پرانی فرسودہ باتیں ہیں۔ حالانکہ حق بات تو ہمیشہ وہی رہی ہے جو کہ ہے۔ کسی بات کا پرانا ہونا تو اس بات کی ہرگز دلیل نہیں ہوتا کہ وہ اب حق نہیں ہے۔ اسی احمقانہ ذہنیت کو دلوں کا پردہ اور کانوں کا بھاری پن فرمایا گیا ہے۔ اِسی ذہنیت کے سبب انسان تمام حق طلبی کی توفیقات کو کھو بیٹھتا ہے۔ اِس لئے اس گمراہی کا وہ خود ہی ذمہ دار ہوتا ہے۔ خدا نے کیوں کہ اُس کو عمل کی آزادی عطا فرمائی ہے اس لئے اس آزادی دینے کو خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ عرفاء نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اولیاء و انبیاء کے ساتھ بیٹھنا، بغیر اس کے کہ اُن کی بات سمجھیں کار آمد نہیں ہوتا۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



دُوسروں کو بھی اِس (قُرآن کے سُننے) سے
روکتے ہیں اور خود تو الگ تھلگ رہتے ہی
ہیں۔ اِس طرح یہ لوگ اَپنے آپ ہی کو تباہ و
برباد کرتے ہیں، اور (افسوس کہ یہ) سمجھتے ہی
نہیں ۲۶ کاش تم دیکھو جب وہ جہنّم کی آگ
کے اُوپر کھڑے کیئے جائیں گے۔ تب وہ کہیں
گے کہ کاش ہم (دُنیا کی طرف) پلٹا دیئے
جاتے، اور پھر اَپنے پالنے والے مالک کی
نشانیوں کو نہ جُھٹلاتے اور ماننے والوں میں
ہو جاتے ۲۷ بلکہ (حقیقت تو یہ ہے کہ) اَب
اُن پر وہ سب کچھ ظاہر[۱] ہو گیا جو وہ پہلے
چھُپاتے تھے۔ (لیکن اگر) اَب بھی وہ پلٹا دیئے
جائیں، تو پھر وہی کریں گے جس سے اُن کو

وَهُمۡ يَنۡهَوۡنَ عَنۡهُ وَيَنۡـَٔوۡنَ عَنۡهُ ۚ وَاِنۡ يُّهۡلِكُوۡنَ
اِلَّاۤ اَنۡفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ ۲۶
وَلَوۡ تَرٰۤى اِذۡ وُقِفُوۡا عَلَى النَّارِ فَقَالُوۡا يٰلَيۡتَنَا نُرَدُّ وَلَا
نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۲۷
بَلۡ بَدَا لَهُمۡ مَّا كَانُوۡا يُخۡفُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَوۡ رُدُّوۡا

[۱] یعنی تمام برے اعمال کی اصلی شکل جو نہایت ہی خوفناک اور بھیانک ہے اور دنیا میں نظر نہیں آتی، اب اعلانیہ بے نقاب نظر آئے گی۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۲۸﴾
وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ
بِمَبْعُوثِينَ ﴿۲۹﴾
وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا
بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۰﴾ ع

منع کیا گیا ہے۔ (کیونکہ) وہ تو ہیں ہی بڑے
جھوٹے ﴿۲۸﴾ (وہ تو اصل میں یہ) کہا کرتے
تھے کہ زندگی جو کچھ بھی ہے وہ تو بس یہی دُنیا
کی زندگی ہے اور ہم مرنے کے بعد ہرگز بھی نہ
اُٹھائے جائیں گے ﴿۲۹﴾ کاش تم وہ منظر دیکھ لو
جب یہ اَپنے مالک کے سامنے کھڑے کئے
جائیں گے۔ اُس وقت اُن کا مالک (خدا) اُن
سے پُوچھے گا: کیا یہ (جہنّم اور قیامت کا
دن) حقیقت نہیں؟ وہ کہیں گے: "ہاں
ہمارے مالک! یہ حقیقت ہے"۔ تو خدا فرمائے گا
"تو لو اَب اَپنے حق کے اِنکار کی سَزا کا
مزہ چکھو" ﴿۳۰﴾ (غرض) بڑا ہی نقصان اُٹھایا
اُنھوں نے جو اللہ سے اپنی ملاقات (کی خبر) کو

ع ۳ ۹

www.drhasanrizvi.org



قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝۳۱

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ

جُھٹلاتے تھے ۔ یہاں تک کہ جب اچانک وہ وقتِ ملاقات آجائے گا تو وہ کہیں گے ہائے افسوس! ہم نے اِس معاملہ میں کِتنی سخت کوتاہی اور غلطی کی ۔ اَب تو اُن کا حال یہ ہوگا کہ وہ اَپنے گُناہوں کا بوجھ[1] اَپنی پیٹھوں پر اُٹھا رہے ہوں گے ۔ کیا ہی بُرا بوجھ ہے جو وہ اَب اُٹھا رہے ہیں (معلوم ہوا کہ گُناہوں کا حقیقی سبب خدا سے ملاقات کو جھوٹ سمجھنا ہوتا ہے، اِسی اِنکار کے سبب خدا منکروں کے دِلوں پر پردے ڈال دیا کرتا ہے ۔ پھر وہ کچھ نہیں سمجھ پاتے) (۳۱)

دُنیا کی زندگی تو بس ایک کھیل تماشا ہے ۔ اور حقیقت میں آخرت کا گھر تو اُن کے لئے جو نقصانات سے بچنا چاہتے ہیں، کہیں بہتر

[1] آخرت میں اعمال اور مجردات بھی مادی چیزوں کی طرح باوزن ہوں گے اور شکل اختیار کرلیں گے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾
قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا
يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾
وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰي مَا
كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓي اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ
اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَاۗءَكَ مِنْ نَّبَاِي الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

ہے ۔ تو کیا تم کبھی عقل سے کام ہی نہ لو گے؟
(معلوم ہوا کہ فکرِ آخرت کمالِ عقل کا نتیجہ ہے) ﴿۳۲﴾

جو باتیں وہ لوگ بناتے ہیں وہ سب ہمیں معلوم ہیں اور یہ بھی کہ تمھیں اُن سے رنج پہنچتا ہے ۔ لیکن حقیقتاً وہ تم کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم تو اصل میں اللہ کی نشانیوں کا جان بوجھ کر انکار کر رہے ہیں ﴿۳۳﴾ (اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے) تم سے پہلے بھی بہت سے پیغمبرؑ جھٹلائے جا چکے ہیں ۔ مگر اُنھوں نے اَپنے جھٹلائے جانے پر اور اُن تکلیفوں پر جو اُن کو دی گئیں ، صبر کیا[1] ۔ یہاں تک کہ ہماری مدد اُن کے پاس آن پہنچی ۔ اللہ کے قانون کبھی بدلا نہیں کرتے ۔ اور تم کو چند پیغمبروںؑ کی

[1] امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تمہیں ہر معاملہ میں صبر کرنا چاہئے ۔ کیوں کہ خدا نے خود آنحضرتؐ کو مبعوث فرما کر صبر کرنے اور نرمی اختیار کرنے کا حکم دیا ۔ یہاں تک کہ لوگوں نے آپ پر ہڈیاں پھینکیں ۔ مگر خدا نے فرمایا "بے شک ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ بھی لوگ کرتے ہیں اس کی وجہ سے تمہارا سینہ تنگی محسوس کرتا ہے ۔ پس اپنے پالنے والے مالک کی تسبیح کرتے رہو اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ...... پس آنحضرتؐ نے اپنی ذات مقدس پر صبر کرنا لازمی قرار دے لیا" (از تفسیر صافی صفحہ ۱۵۴ بحوالہ کافی)۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



وَإِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ
أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاءِ
فَتَأْتِيَهُمْ بِآيَةٍ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى
الْهُدَىٰ ۚ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۳۵
إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ۘ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ
اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۳۶
وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۚ قُلْ إِنَّ اللَّهَ

خبریں تو پہنچ ہی چکی ہیں ۳۴ اور اگر تم سے
اُن کی بے رُخی برداشت ہی نہیں ہوتی تو
پھر تم زمین میں گھس کر کوئی سُرنگ ڈھونڈ سکو
تو ڈھونڈ نکالو' یا پھر آسمان پر کوئی سیڑھی لگا
سکو تو لگا لو۔ اور اِس طرح اُن کے پاس
کوئی معجزہ لے آؤ۔ اگر اللہ چاہتا تو اُن سب
کو سیدھے راستہ پر (خود) جمع کر دیتا۔ لہٰذا
نادان نہ بنو[ل] ۳۵ حق بات تو بس وہی لوگ
قبول کرتے ہیں جو سُنتے ہیں۔ رہے مُردے تو
اُن کو تو جب خدا قبروں سے اُٹھائے گا تب
کہیں وہ اُس کی طرف پلٹ کر جائیں گے ۳۶ ع
اور وہ کہتے ہیں کہ اِس نبیؐ پر آخر کوئی
معجزہ کیوں نہیں اُترتا؟ کہہ دیجئے کہ بے شک

ل ماہرین کے نزدیک یہ ایک محبت بھرا انداز ہے اور فصاحت وبلاغت کی ایک ادا ہے کہ جس میں محبت کی باتیں ترش اور سخت لب ولہجہ میں کی جاتی ہیں۔ لیکن اُن کی جڑ میں بے پناہ محبت ہوتی ہیں۔ جیسے استاد یا باپ کبھی کبھی طنز سے بیٹے یا شاگرد کی اصلاح کرتا ہے۔ حضورؐ کو اپنی رقّت قلب کے سبب لوگوں کی گمراہی اور بد اعمالی کا بہت ہی زیادہ غم تھا اس لئے سخت بے چین رہتے تھے۔ ایک اور جگہ اسی بات کو اسی لب ولہجہ میں اس طرح فرمایا۔ "تو کیا تم اس رنج میں اپنی جان تک گنوا دو گے کہ یہ لوگ اس قرآن پر ایمان کیوں نہیں لاتے" اس غم کی اصل حضورؐ کی انسانیت سے بے پناہ محبت اور رحمت تھی۔ اس لئے واضح طور پر بتایا گیا کہ خدا کا اصول ہی یہ نہیں ہے کہ جبر سے کام لے وہ تو عقل واختیار کا امتحان لینا چاہتا ہے اور پھر محبت بھرے انداز میں کچھ اس طرح فرمایا کہ تم تو خود ہی سمجھ رہے ہو۔ ان تمام باتوں سے بے خبر تو نہیں ہو۔ لہٰذا ان کی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



اللہ تو کسی بھی مُعجزہ[۱] کو اُتارنے پر قادر ہے۔ مگر اُن میں کے اکثر کچھ بھی تو نہیں جانتے (یعنی مُعجزات خدائی حِکمت اور مَصلحت کے تحت اُترتے ہیں، تمھارے جاہلانہ مُطالبات کے پابند نہیں ہوتے) ۳۷ زمین پر چلنے والے کسی بھی جانور اور ہوا میں پَروں سے اُڑنے والے کِسی بھی پرندے ہی کو دیکھ لو (کیا یہ مُعجزوں سے کچھ کم ہیں؟) یہ سب تمھاری ہی قِسم کے گروہ ہیں۔ ہم نے اُن کی تقدیر کے لِکھنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ (یعنی بالکل ٹھیک اندازوں سے اِن کی تخلیق کی) پھر یہ سَب کے سَب اَپنے مالک اور پالنے والے کی طرف سمیٹے جائیں گے ۳۸ اور جو لوگ ہماری نِشانیوں کو جُھٹلاتے ہیں

قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۷

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۳۸

۱ پیغمبروں کی تعلیمات اِس قدر مدلّل اور معقول ہوتی ہیں کہ اُن کے ثبوت کے لئے کسی معجزے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ معجزوں کا مطالبہ کرنے والے عقلِ سلیم سے کام لینے کو تیار ہی نہیں ہوتے۔ اِسی لئے معجزے دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے بلکہ کوئی اور بہانہ بنا لیتے ہیں۔ انجیل میں بھی ایسے معجزوں کا مطالبہ کرنے والوں کی بڑی سخت مذمت کی گئی ہے۔ یہ مطالبہ اصل میں معقول تعلیمات کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

☆☆☆

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

گمراہی کا اس قدر رنج نہ کرو۔

☆☆☆

۲ یعنی آپؐ کا کام تو زندہ لوگوں کو سمجھانا ہے۔ بے حس مردوں کو زندہ کرنا آپؐ کا کام نہیں، وہ تو اللہ کا کام ہے، جو وہ قیامت کے دن انجام دے گا۔ منکرینِ حق کی بے حسی کے سبب ان کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

☆☆☆

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾

وہ (حقیقتاً) بہرے اور گونگے ہیں، اور اندھیروں میں پڑے رہتے ہیں۔ غرض اللہ جسے چاہتا ہے (اسی طرح) گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستے پر لگا دیتا ہے[1] ﴿۳۹﴾ اُن سے کہو! اچھا ذرا غور کرکے تو بتاؤ کہ اگر اللہ کی طرف سے تم پر کوئی بڑی مُصیبت آ جاتی ہے، یا (تمھاری) آخری گھڑی آن پہنچتی ہے، تو اُس وقت کیا تم اللہ کے سوا کسی اور کو پُکارتے ہو، (بولو) اگر تم سچّے ہو؟ ﴿۴۰﴾ اُس وقت تو تم صرف اللہ ہی کو پُکارتے ہو[2]۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اُس مُصیبت کو تم سے ہٹا دیتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تم اُنھیں جن کو تم خدا کے ساتھ شریک کرتے ہو، بالکل ہی بھول

[1] اللہ کا چاہنا بلاوجہ نہیں ہوا کرتا۔ خود انسان کے اپنے طرزِ فکر و عمل کی سزا یا جزا کے طور پر ہوتا ہے۔ دوسری جگہ خدا نے خود فرمایا۔ "اللہ اُن ہی کو گمراہی میں چھوڑتا ہے جو ظلم اور زیادتی کا ارتکاب کرتے ہیں"۔ اور ایک اور جگہ فرمایا —— "اور جو ہدایت حاصل کرتے ہیں، خدا ان کی ہدایت میں اضافہ کردیتا ہے" یہ بھی فرمایا —— "جو خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کے پیچھے بھاگتے ہیں، اللہ ان کو اس (کوشش) کے ذریعے سلامتی کی راہوں پر لگا دیتا ہے"۔

☆☆☆

[2] محققین اور مفسرین نے لکھا ہے کہ خدا کی پہلی دلیل اور نشانی تو تمام کائنات ہے اور دوسری دلیل خود تمہارا اپنا نفس ہے۔ پہلے کائنات کی نشانی کی طرف اشارہ فرمایا جو معجزات سے کسی طرح کم نہیں مثلاً حیوانات، پرندے، چرندے، نباتات، حیاتیات، ارضیات، فلکیات، عصویات اور سائنس کی دوسری شاخیں۔ اگر

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



۴ ع ۱۱ ۱۰

جاتے ہو (۴۱)

اور ہم نے آپؐ سے پہلے بہت سی قوموں
کی طرف پیغام لے جانے والے بھیجے اور اُن
قوموں کو طرح طرح کی سختیوں، تنگیوں، بیماریوں،
تکلیفوں اور بلاؤں[ا] میں گرفتار کیا، تاکہ وہ
عاجزی کے ساتھ ہمارے سامنے جُھک جائیں (۴۲)
پس جب ہماری طرف سے اُن پر سختی آئی تو
اُنھوں نے عاجزی کیوں اختیار نہ کی؟ بلکہ اُن
کے دل (اور) سخت ہو گئے (کیونکہ) شیطان نے
اُن کے سامنے اُن کے کاموں کو خُوب خُوب سجا
بنا کر پیش کیا (یعنی وہ احمق یہ سمجھنے لگے کہ
وہ جو کچھ بھی بُرے کام کر رہے ہیں، وہ بہت
اچھا کر رہے ہیں) (۴۳) تو جب اُنھوں نے اُن

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ
وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ (۴۲)
فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۴۳)

[ا] محققین کے نزدیک اِس آیت سے معلوم ہوا کہ سختیوں، افلاس، بیماریوں اور مصیبتوں میں گرفتار کرنے میں خدا کی ایک مصلحت یہ بھی ہوتی ہے کہ انسان اپنی عاجزی اور کمزوری کو جان کر خدا کی طاقت کو پہچانے اور اپنی اصلاح کرلے، اور یہ کج فطرتی کی انتہا ہوتی ہے کہ انسان اپنی بد اعمالیوں کی سزا پا کر بھی بجائے اپنی اصلاح کرنے کے اور دل کا سخت ہو جائے اور اپنے شیطانی کاموں کو اچھے کام سمجھنے لگے۔ نیز معلوم ہوا کہ برے کاموں کو اچھا کام سمجھنا برائی کا بدترین درجہ ہے۔

---

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

آنکھیں کھول کر دیکھو تو ہر طرف خدا کی دلیلیں اور نشانیاں ہی پھیلی ہوئی ہیں۔ دوسری طرف خود ہمارے اپنے نفس کے اندر ہی کو دیکھ لیجئے کہ جب ہم پر کوئی بڑی آفت آتی ہے یا موت کا چہرہ دکھائی دینے لگتا ہے، اُس وقت سب کچھ بھول کر صرف خدا کا ہی تصور ذہن میں آتا ہے۔ بڑے بڑے کافر اور مشرک بھی سب کچھ بھول کر صرف خدا ہی کو پکارتے ہیں۔ توحید کی یہ شہادت ہر انسان کے نفس میں موجود ہے۔

www.drhasanrizvi.org



باتوں ہی کو بھلا دیا جن کے متعلق اُن کو نصیحت کی گئی تھی، تو پھر ہم نے ہر طرح کی خوش حالیوں کے دروازے اُن پر کھول دیئے۔[1] یہاں تک کہ جب وہ اُن بخششوں میں خوب خوش مست و مگن ہو گئے تو اچانک ہم نے اُنھیں پکڑ لیا۔ تو اَب اُن کا حال یہ تھا کہ ایک دَم ہر چیز سے بالکل ہی مایُوس ہو گئے (۴۴)

اِس طرح اُن لوگوں کی جنھوں نے ظُلم اور زیادتی کی تھی، جَڑ اور نسل تک کاٹ کر رکھ دی گئی، (کیونکہ) تمام تعریفیں تو اُس اللہ ہی کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا مالک اور آقا ہے (یعنی ظالموں کی جَڑ کاٹ دینا نہایت ہی قابلِ تعریف کام ہے) (۴۵)

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۵﴾

---

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ اکثر قوموں پر جو خوشحالیوں کے دروازے کھلتے ہیں وہ اصل میں سزا کی تمہید ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ —— "اے آدمؑ کی اولاد! جب تو اپنے پالنے والے کو دیکھے کہ وہ تجھے مسلسل نعمتوں پر نعمتیں دیئے چلا جا رہا ہے تو اس سے خوف کر" حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ —— "اگر گناہوں کے ساتھ ساتھ خوشحالیاں بڑھیں تو سمجھ لو کہ یہ خدا کے عذاب کی تمہید ہے"

آخر میں ایسی بدکار قوموں کی تباہی کا سبب ان کا ظلم و زیادتی اور لوگوں کے حقوق مارنا بتایا گیا ہے۔ خدا کا حکم نہ ماننا سب سے بڑا ظلم ہے۔ اور ایسے ظالموں کا وجود جو اپنے برے کاموں کو اچھا بھی سمجھیں پوری انسانیت کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے جس کو مٹا دینا انسانیت پر بہت بڑا احسان ہے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ اس آیت کا مطلب یہ بھی ہے کہ "جب انہوں نے حضرت علیؑ کی ولایت (سرپرستی اور محبت) کو چھوڑ دیا، حالانکہ اس کا انہیں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَ
خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ
كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾
قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ
جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾

آپؐ اُن سے کہئے کہ کیا تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر اللہ تمھارے کان اور تمھاری آنکھیں تم سے چھین لے اور تمھارے دلوں پر مُہر لگا دے' تو اللہ کے سِوا کون خدا ہے جو یہ سَب چیزیں تم کو واپس دِلا سکے ؟ دیکھ لیجئے کہ کِس کِس طرح ہم طرح طرح سے' بار بار حقیقتوں اور اپنی نِشانیوں کو اُن کے سامنے پیش کرتے ہیں' اور پھر یہ لوگ کِس کِس طرح اُن سے مُنہ پھیر پھیر کر نظریں چُرا جاتے ہیں ﴿۴۶﴾

کہو کہ کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اگر تم پر اچانک یا ظاہر بظاہر خدا کا عذاب آ ہی جائے تو کیا ظالم لوگوں کے سِوا کوئی اور ہلاک و برباد ہو گا ؟ ﴿۴۷﴾ ہم جو رسولؑ بھیجتے ہیں وہ اسی لئے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حکم دیا گیا تھا" تو ہم نے اُن پر ہر ہر طرح کی خوش حالیوں کے دروازے کھول دیئے۔ یعنی دنیا کی دولت اور ہر طرح کی عیاشی کا سامان فراہم کردیا...... پھر انہیں قائم آل محمدؑ کے زمانے میں اچانک پکڑا جائے گا۔ اس وقت انہیں معلوم ہو گا کہ گویا ان کو حکومت ملی ہی نہیں تھی" (از تفسیر صافی۔ صفحہ ۱۵۵۔ بحوالہ تفسیر قمی)۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ

تو بھیجتے ہیں کہ وہ نیک کام کرنے والوں کو خوشخبری دینے والے، اور بُرے کام کرنے والوں کو ڈرانے والے ہوں۔ پھر جو لوگ اُن کی بات مان لیں اور اپنی بُرائیوں کی اِصلاح کرلیں تو اُن کے لئے نہ تو کوئی آئندہ کا خوف[1] ہی ہوگا، اور نہ کوئی پچھلے نُقصانات پر افسوس ہوگا ﴿۴۸﴾ مگر جنھوں نے ہماری نِشانیوں، باتوں اور آیتوں کو جُھٹلایا، وہ اپنی نافرمانیوں کی سزا بُھگت کر ہی رہیں گے ﴿۴۹﴾

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں (بذاتِ خود) غیب کی چھپی ہوئی باتوں کا علم رکھتا ہوں۔ اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ

[1] محققین نے لکھا کہ خاصان خدا کو دنیا میں اپنے انجام کا خوف نہیں ہوتا۔ البتہ دوسرے دنیوی خوف اُنہیں لاحق ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اپنے انجام کے بارے میں کافی حد تک وہ مطمئن ہی رہتے ہیں۔ کیوں کہ اُن کا خدا پر ایمان ہوتا ہے۔ اسی طرح انہیں دنیا میں بھی اپنے کردار پر افسوس نہیں ہوتا۔

البتہ آخرت میں نہ تو ان کے لئے کوئی آئندہ کا خوف یا دھڑکا ہوگا اور نہ ماضی پر کسی قسم کا افسوس ہوگا بلکہ خوشی، مسرت اور کامل اطمینان ہی اطمینان اپنی ایسی انتہا پر ہوگا جس کا یہاں تصور بھی محال ہے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org

اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ
الْبَصِیْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع
وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْۤا اِلٰی رَبِّهِمْ
لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾

ہوں ۔ میں تو صِرف اُس وحی (یعنی خدا کے پیغام) کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر اُتاری جاتی ہے۔ پھر اُن سے پُوچھو کہ بَھلا کیا اَندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں ؟ آخر تم لوگ غور[1] و فکر کیوں نہیں کرتے ؟ ﴿۵۰﴾

۵ ع ۹ ۱۱

اور اَے محمدؐ ! تم اِس (عِلم وحی) کے ذریعہ اُن لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے بچاؤ جو اِس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ وہ اَپنے مالک اور پالنے والے کے سامنے اِس حال میں اِکٹھے کئے جائیں گے کہ اُس کے سِوا وہاں اُن کا نہ تو کوئی سَرپرست ہی ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا۔ شاید اِس طرح وہ خدا ترسی اور بُرائیوں سے بچنے کی رَوِش اِختیار کر لیں ﴿۵۱﴾

[1] احمقوں کا ہمیشہ سے یہی مطالبہ رہا ہے کہ خدا والے جادو، کرشمے، ٹوٹکے، معجزے کر کے دکھائیں، پہاڑوں کو چلا کر یا سونا بنا کر دکھائیں، سارے خفیہ راز فر فر سنائیں اور اِس طرح اپنی سچائی ہم سے منوائیں جب کہ خدا کا مقصد عقل و فکر کا امتحان لینا ہوتا ہے۔ اسی لئے آخر میں فرمایا "یہ لوگ آخر عقل و فکر سے کام کیوں نہیں لیتے؟"۔

اکابرین کے نزدیک پیغمبرؐ کے پاس جو علم غیب ہوتا ہے وہ خدا کا دیا ہوا ہوتا ہے۔ وہ ان کا ذاتی نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ خدا کی مرضی کے بغیر نہ کوئی معجزہ دکھاتے ہیں اور نہ غیب کی کوئی بات بتاتے ہیں۔ مقصد یہ بتانا ہے کہ کسی نبیؑ کے پاس کوئی علم یا اختیار ذاتی نہیں ہوتا۔ خدا کا دیا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ اُسے خدا کی مرضی کے عین مطابق خدا کی اجازت سے استعمال کرتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.org



وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ
فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾
وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾

اور جو لوگ اَپنے پالنے والے مالک کو رات دِن پُکارتے رہتے ہیں اور اُس کو راضی رکھنے کی طلب اور کوشش میں لگے رہتے ہیں، اُنھیں اَپنے سے دُور نہ پھینکو[1]۔ تم پر اُن کے حِساب و کِتاب کی کوئی ذمّہ داری نہیں ہے۔ اِس پر بھی اگر تم اُن کو دُور پھینکو گے، تو ظُلم اور زیادتی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے ﴿٥٢﴾

اور اِسی طرح ہم نے کچھ لوگوں کا اِمتحان[2] کچھ اور لوگوں کے ذریعہ لیا ہے۔ تاکہ وہ اِنھیں دیکھ کر کہیں: کیا ہمارے درمیان یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ نے بڑا اِحسان فرمایا ہے؟ کیا اللہ شُکر کرنے والوں کو اچھی طرح اُن سے بھی زیادہ جاننے والا نہیں

[1] دولت مند لوگ ہمیشہ سے غریبوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ یہی امیر طبقہ یہ چاہتا تھا کہ حضورؐ کے پاس سے غریب لوگ دھتکار دئے جائیں مگر رسول اکرمؐ کے خوف سے خاموش رہتے تھے۔ خدا نے کتنا بلیغ طریقہ اختیار فرمایا کہ بظاہر خود حضورؐ ہی کو ایسا کرنے سے روک دیا تاکہ یہ امیر لوگ خوب اچھی طرح سمجھ جائیں کہ ان کی یہ فرمائش کبھی اور کسی طرح بھی پوری نہیں ہو سکتی۔ اِس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ حضورؐ معاذ اللہ غریبوں کو اپنے پاس سے ہٹانا چاہتے تھے۔ یہ ایک نہایت ہی بلیغ اندازِ بیان تھا جس میں حق پرست فقراء اور غرباء کے طبقے کی اہمیت کو بڑے موثر طور پر اجاگر فرمایا گیا ہے کیوں کہ خود رسولؐ تک کو ان کے احترام کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جو لوگ قرآن کی فصاحت و بلاغت کو نہیں سمجھتے وہ اس کے الٹے الٹے مطلب نکالتے ہیں۔

☆☆☆

[2] امیر غریب میں جذبۂ حسد ہوتا ہے۔ خاص کر وہ غریبوں کو عزت پاتا ہرگز نہیں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



ہے ؟ (۵۳) جب تمھارے صؐ پاس وہ لوگ آئیں
جو ہماری باتوں یا نشانیوں کو مانتے ہیں ' تو
اُن سے کہو سلامٌ علیکم ۔ یعنی تم پر سلامتی ہو۔
تمھارے مالک اور پالنے والے نے تمھارے اُوپر
رحم کرنے کو اپنے اُوپر لازمی قرار دیدیا ہے ' اِس
طرح اگر تم میں سے کوئی ناواقفیت اور نادانی
کے ساتھ کوئی بُرا کام کر بیٹھے ' پھر اُس کے
بعد توبہ کرلے اور اپنی اِصلاح کرکے خود
کو درست کرلے ' تو یقیناً خدا (اُس کے لئے)
بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے[1] (۵۴)
اِسی طرح ہم اپنی نشانیوں اور باتوں کو کھول
کھول کر تفصیل کے ساتھ پیش کیا کرتے ہیں
تاکہ مجرموں کا راستہ ' انداز و طریقۂ کار پُوری

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ
عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ
عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ
وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۵۴)
ع وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ (۵۵)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

دیکھ سکتے۔ خاص کر جب وہ دیکھتے کہ غریب لوگ رسولؐ سے کس قدر نزدیک ہیں تو وہ اس پر جلتے۔ اسی جذبۂ حسد کے ذریعے خدا لوگوں کا امتحان لیتا ہے۔ محققین نے یہ بھی لکھا کہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ خدا کی نعمتوں خاص کر نبوت اور ہدایت کی نعمت کی قدر کرتے ہیں ' اُن کی عزت کرتے ہیں ' اور اُن کے ذریعہ ہدایت کے طلبگار ہوتے ہیں ' وہی حقیقت میں خدا کے شکر گزار بندے ہوتے ہیں۔ اِسی آیت کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ دولت اور غریبی کے ذریعہ خدا نے لوگوں کا امتحان لیا ہے۔

☆☆☆

[1] خدا غفور ہے یعنی معاف کرنے والا۔ معاف کرنے کا تقاضا ہے کہ توبہ کرنے والوں کو ان کے گناہوں سے بچالے گا۔ اور خدا کے رحم کرنے کا تقاضا ہے کہ ہر قسم کی نعمتوں اور کامیابیوں سے سرفراز کرے گا۔ (امام رازی)

www.drhasanrizvi.org



ع۶
۱۲

پُوری طرح واضح ہو جائے ﴿۵۵﴾

کہہ دیجئے کہ مجھے اِس بات سے روک دیا گیا ہے کہ میں اُن کی بندگی کروں جِنھیں تم اللہ کے سِوا خدا کہہ کر پُکارتے ہو۔ کہہ دیجئے کہ میں تمھاری خواہشات (اور ایجادات) کی پَیروی نہیں کروں گا[ل]۔ اگر میں نے اَیسا کیا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔ اور سیدھا راستہ یا منزلِ مقصود پانے والوں میں سے نہ رہوں گا ﴿۵۶﴾ کہہ دیجئے کہ میں تو اَپنے پالنے والے مالک کی طرف سے کھُلی ہوئی روشن 'دلیل' پر قائم ہوں (تمھاری خواہشات اور ایجاداتِ بندہ پر نہیں)، جب کہ تم نے اُس 'دلیل' کو جھُٹلایا ہے۔ میرے پاس وہ نہیں ہے جس

قُلۡ اِنِّیۡ نُهِیۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ
دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قُلۡ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهۡوَآءَكُمۡ ۙ قَدۡ ضَلَلۡتُ اِذًا
وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُهۡتَدِیۡنَ ﴿۵۶﴾
قُلۡ اِنِّیۡ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّیۡ وَكَذَّبۡتُمۡ بِهٖ ؕ مَا عِنۡدِیۡ

ل اس سے معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کی گمراہی کا اصلی سبب کیا ہے؟۔ دراصل وہ لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ کسی دلیل کی نہ کسی ہدایت کی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص حق پر ہو گا وہ ضرور کسی دلیل کا تابع ہو گا' نہ کہ کسی کی خواہش یا اپنی ہوا و ہوس کا۔ (از تفسیر صافی صفحہ ۱۵۶)۔

☆☆☆

مَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِهٖ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الۡحَقَّ وَهُوَ خَيۡرُ الۡفٰصِلِيۡنَ ۝۵۷
قُلۡ لَّوۡ اَنَّ عِنۡدِىۡ مَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِهٖ لَقُضِىَ الۡاَمۡرُ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِالظّٰلِمِيۡنَ ۝۵۸
وَعِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعۡلَمُ

کے لئے تم جلدی مچا رہے ہو۔ فیصلہ کرنے کا سارا اِختیار تو صرف اللہ کو ہے۔ وہی صحیح اور حق باتیں بیان کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے (۵۷) کہہ دیجئے کہ اگر میرے قبضۂ اِختیار ہیں وہ (عذاب یا معجزہ) ہوتا جس کے لئے تم جلدی[۱] مچاتے ہو تو میرے اور تمھارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ مگر اللہ زیادہ بہتر طور پر جانتا ہے کہ ظالموں کے ساتھ کیا سلوک کیا جانا چاہیئے (کیونکہ) وہ ظالموں کو بہت اچھی طرح جاننے والا ہے (۵۸) اور اُسی کے پاس چھُپے ہوئے خزانوں کی چابیاں ہیں جنھیں اُس کے سِوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ اور وہ ہر اُس چیز کو جانتا ہے جو خشکی یا تری

[۱] انسان کی فطرت میں جلد بازی ہوتی ہے۔ لیکن خدا کا مقصد تو انسان کے عقل و عمل کا پورا پورا امتحان لینا ہوتا ہے۔ اسلئے خدا کے نمائندے بھی خدا کے ہم صفت ہو کر حلم و صبر سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنی کمال بندگی، اطاعت اور رحمت و شفقت کے سبب اپنی قوم کے طنز برداشت کرتے رہتے ہیں اور بد دعا تک نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ جو یہ مطالبہ دہراتے رہتے ہیں کہ "اگر تم سچے ہو تو خدا کا عذاب لے آو" یہی سمجھ کر بکتے رہتے ہیں کہ خدا کا عذاب کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ صرف ان انبیاء کے معاذاللہ جھوٹے وعدے ہیں۔ لیکن خدا اُن کو اپنی رحمت کے سبب اور امتحان لینے کی خاطر مہلتوں پر مہلتیں دیئے جاتا ہے تاکہ وہ یا تو اپنی اصلاح کرلیں یا پھر سزا کے پورے پورے مستحق بن جائیں اور اُن پر خدا کی حجت پوری طرح تمام ہو جائے۔ تاکہ پھر وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمیں تو سوچنے سمجھنے کی مہلت ہی نہیں دی گئی تھی ورنہ ہم کوئی ایسے گئے گزرے بھی نہ تھے کہ عقل سے کام ہی نہ لیتے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا
وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ
اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾
وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ
بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ
اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۱۴

(سمندروں، جھیلوں اور دریاؤں) میں ہے۔ درخت
سے گرنے والا کوئی پتّا بھی تو ایسا نہیں ہے
جس کا اُسے عِلم نہ ہو۔ زمین کے اَندھیروں میں
کوئی دانہ اَیسا نہیں ہے جس کی اُسے خبر نہ ہو۔
خُشک و تر سَب کا سَب ایک کھُلی ہوئی کِتاب
(یعنی عِلمِ الٰہی یا لَوحِ محفوظ) میں لکھا ہوا ہے ﴿۵۹﴾

وہی (خدا تو) ہے جو رات کو تمھاری رُوحیں
لے لیتا ہے اور جو کچھ بھی تم نے دِن میں کیا
ہوتا ہے، اُسے خوُب جانتا ہے۔ پھر دُوسرے
دِن وہ تمھیں واپس بھیج دیتا ہے[۱] تاکہ تمھاری
زندگی کی مقرّرہ مُدّت پُوری ہو جائے۔ پھر اِسی
طرح تمھارا (خدا کی طرف) پَلٹنا ہو گا۔ پھر وہ
(خود) تمھیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کیا کرتے تھے ﴿۶۰﴾

ع ۱۴

[۱] یعنی مر کر اٹھنے کا معجزہ تم روز دیکھتے ہو کہ سو کر پھر اٹھ جاتے ہو۔ پھر خدا کے لئے کیا مشکل ہے کہ روز قیامت تمھیں اٹھا کر کھڑا کر دے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿٦١﴾

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۭ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۣ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾

وہ اپنے بندوں پر پورا پورا قابو رکھتا ہے۔ اور تم پر نگرانی کرنے والے (فرشتے) بھیجتا ہے[1]۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو خدا کے بھیجے ہوئے (فرشتے) اُس کی جان نکال لیتے ہیں۔ اور وہ اپنے کام میں ذرا سی بھی کوتاہی نہیں کرتے (٦١) پھر وہ لوگ پلٹائے جاتے ہیں اللہ کی طرف جو اُن کا حقیقی مالک ہے۔ تو ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ کہ فیصلہ کرنے کے تمام اختیارات اُسی (خدا) کو حاصل ہیں اور وہ سب سے زیادہ تیزی سے حساب لینے والا ہے[2] (٦٢)

اُن سے پوچھئے کہ صحرا اور سمندروں کے

---

۱ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ "اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو تمہاری حفاظت بھی کرتے ہیں اور تمہارے اعمال کی بھی حفاظت کرتے ہیں یعنی وہ تم سے سرکش شیطانوں اور خطرناک کیڑوں اور ہر قسم کی آفتوں کو ہٹاتے ہیں' اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ لکھتے ہیں۔ اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ اگر بندوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے اعمال لکھے جا رہے ہیں اور پھر کسی بڑے مجمع میں پڑھے بھی جائیں گے تو وہ بہت سی برائیوں سے بچ جائیں گے۔" (از تفسیر صافی صفحہ ۱۵٦ بحوالہ تفسیر قمی)

☆☆☆

۲ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا "خدا مخلوق کا حساب آنکھ کے ایک بار جھپکنے میں کرلے گا۔ جیسے وہ سب کو روزی ایک ساتھ دے دیتا ہے اسی طرح سب کا حساب بھی ایک ساتھ لے لے گا"۔ (از تفسیر صافی صفحہ ۱۵٦)۔ کیوں کہ خدا کا ایک شخص سے حساب لینا اسے دوسرے سے حساب لینے سے روک نہیں سکتا۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



قُلۡ مَنۡ يُّنَجِّيۡكُمۡ مِّنۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ تَدۡعُوۡنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفۡيَةً ۚ لَٮِٕنۡ اَنۡجٰٮنَا مِنۡ هٰذِهٖ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۶۳﴾

قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيۡكُمۡ مِّنۡهَا وَمِنۡ كُلِّ كَرۡبٍ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡنَ ﴿۶۴﴾

قُلۡ هُوَ الۡقَادِرُ عَلٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَ عَلَيۡكُمۡ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِكُمۡ اَوۡ يَلۡبِسَكُمۡ شِيَعًا وَّ

اَندھیروں (یعنی) دُنیا کی سخت ہولناک تکلیفوں میں کون تمھیں خطرات سے بچاتا ہے؟ کون ہے جسے تم گِڑگڑا گِڑگڑا کر چُپکے چُپکے پُکارتے ہو؟[1] کہ اگر اِس بَلا سے تُو نے ہم کو بچا لیا تو ہم ضرور تیرے شکرگزاروں میں سے ہوں گے ﴿۶۳﴾ کہو کہ اللہ ہی تمھیں اُس بَلا سے اور ہر تکلیف سے نجات دیتا ہے۔ پھر بھی تم دُوسروں ہی کو اُس کا شریک ٹھہراتے ہو! ﴿۶۴﴾ کہو کہ وہ تو اِس پر بھی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اُوپر سے بھیج دے، یا تمھارے قدموں ہی کے نیچے سے عذاب اُٹھا دے۔ یا تمھیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دُوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھوا دے۔[2] اب دیکھو کہ

[1] عرفاء نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اِس آیت میں ہر قسم کے خفی، جلی، قلبی اور لسانی ذکر کی تلقین فرمائی ہے

☆☆☆

[2] حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ "آسمانی عذاب دھواں اور چیخ ہے اور پیروں کے نیچے والے عذاب یا سزا سے مراد پاؤں کا دھنس جانا ہے اور گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کے مزہ کو چکھوا دینے سے مراد تمھارا ایک دوسرے کو قتل کرنا ہے اور یہ سب کچھ اہل قبلہ یعنی ایک قبلہ کو ماننے والوں (مراد مسلمانوں) میں بھی ہو گا"۔ (از تفسیر عیاشی و تفسیر قمی)۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



يُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ
الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ﴿٦٥﴾
وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۚ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿٦٦﴾
لِكُلِّ نَبَإٍ مُسْتَقَرٌّ ۚ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٦٧﴾
وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ

ہم کِس کِس طرح بار بار مختلف طریقوں سے اَپنی باتیں اور نِشانیاں اُن کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ شاید یہ حقیقت کو سمجھ لیں ﴿٦٥﴾ مگر تمھاری قوم نے تو اُس کا اِنکار پر اِنکار ہی کیا اور اُسے خُوب جُھٹلایا[1]۔ حالانکہ وہ (ایک ٹھوس) سچّی حقیقت ہے۔ اَب آپؐ اُن سے کہہ دیجئے کہ میں تم پر کوئی حوالہ دار، ٹھیکیدار یا تمھارا ذمّہ دار نہیں ہوں ﴿٦٦﴾ ہر خبر کے ظاہر ہونے کا ایک وقت مُقرّر ہے۔ تم کو بھی عنقریب اَپنا انجام معلوم ہو جائے گا ﴿٦٧﴾

اور جب تم یہ دیکھو کہ لوگ ہماری باتوں اور نشانیوں پر نکتہ چِینیاں[2] اور لایعنی اعتراضات کر رہے ہیں تو اُن کے پاس سے ہَٹ جاوَ،

[1] محققین نے اِس آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ آیت کافروں اور مسلمانوں دونوں کے لئے ہے۔ امام قرطبی اندلسی جو ساتویں ہجری کے محقق ہیں لکھتے ہیں کہ —— "ہمارا تو آنکھوں سے دیکھا ہوا مشاہدہ ہے کہ ہمارے بھائی بندوں ہی نے ہمارے گلے کاٹے۔ مال لوٹا۔ ایک دوسرے کی جان و مال کو حلال سمجھا"۔

☆☆☆

[2] حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ مسلمانوں نے حضورؐ سے پوچھا کہ مشرکین تو ہر وقت ہی ایسی ہی بری باتیں بکتے ہیں تو کیا ہم کعبہ میں جا کر نماز پڑھنا اور طواف کرنا چھوڑ دیں ؟۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ "نہیں! تم تو اپنے کام سے یعنی عبادت کے لئے وہاں جاتے ہو۔ وہ جو باتیں کرتے ہیں اُن کی ذمہ داری تم پر نہیں۔ تم ان کی باتوں میں دلچسپی نہ لو۔ ہاں اگر موقع ملے تو ان کو سمجھا دو کہ یہ کوئی اچھی باتیں نہیں ہیں"۔ (تفسیر تبیان)۔

www.drhasanrizvi.org



عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا
يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾
وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ
وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾
وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ

جب تک کہ وہ دُوسری باتوں میں نہ لگ جائیں۔
اور اگر کبھی شیطان تم کو (وہاں سے ہٹنا) بھلا
دے، تو یاد آجانے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں
کے ساتھ نہ بیٹھو ﴿۶۸﴾ اُن کے حساب میں سے کسی بھی
چیز کی ذمّہ داری اُن لوگوں پر نہیں[1] ہے جو بُرائیوں سے
بچنے والے ہیں۔ سِوا اِس کے کہ اُن کو نصیحت کر
دیں (یعنی) اُن کی بھلائی چاہتے ہوئے اُن کو
سمجھا دیں، تاکہ شاید وہ غلط کاموں سے بچ
جائیں ﴿۶۹﴾ جن لوگوں نے اَپنے دین کو کھیل
تماشا[2] بنا رکھا ہے (کیونکہ) اُن کو دُنیا کی
زِندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے، اُن کو
اُنھیں کے حال پر چھوڑ دو۔ البتّہ اُن کو قرآن
سُنا کر نصیحت کرتے رہو تاکہ کوئی بےبسی (یعنی

[1] محققین نے اس آیت سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر اہل باطل حق کو نہ مانیں تو اہل حق پر یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اُن کی اصلاح کے لئے اپنی تمام توانائیاں خرچ کر کے بس اُن کی اصلاح کی فکر میں لگ جائیں۔ اُن پر اپنی توانائیاں برباد کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ طالبان حق کی مزید ہدایت کا بندوبست کریں۔ اہل باطل کو سمجھا کر چھوڑ دیں وہ مانیں یا نہ مانیں اِس کی فکر نہ کریں۔

☆☆☆

[2] ہندوؤں ہی کو دیکھ لیجئے کہ ہولی جیسے مقدس تہوار کا کیا حشر کیا۔ اسے ناچ گانے، گالیاں بکنے اور شراب پینے میں بہا دیا اور دیوالی جیسے یادگار تہوار کو جوئے، قمقمے، چراغوں کا جلانا، سوانگ اور ناٹک تک نوبت پہنچا دی۔ عیسائیوں نے کرسمس کے پاک دن کو بدمستی اور شراب نوشی میں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ
كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا
بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ
ع ۱۴ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾
قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا

لاعلمی) کے عالم میں اپنی بداعمالیوں میں گرفتار نہ ہو جائے۔ ایسا گرفتار کہ پھر اُسے اللہ سے بچانے والا نہ تو کوئی حامی یا مددگار ہو، اور نہ کوئی سفارشی ہو۔ اگر وہ ہر طرح کا ہر ممکن معاوضہ بھی دے کر جان چھڑانا چاہے تو وہ بھی اُس سے قبول نہ کیا جائے۔ کیونکہ ایسے لوگ تو خود اپنے کمائے ہوئے بُرے کاموں کے نتیجہ میں پکڑے گئے اور بے بسی کے ساتھ ہلاک و برباد ہوئے۔ اب اِسی اِنکارِ حق کے سبب اُن کے لئے کھولتا ہوا پانی (پینے کے لئے) اور سخت تکلیف دینے والا عذاب (سزا کے لئے) ہو گا ﴿۷۰﴾

ع ۸ ۱۴

اُن سے پوچھو کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر اُن

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

انڈیل دیا۔ خود مسلمان بھی غور فرمالیں کہ وہ اپنی عیدیں اور یادگار دن کس طرح گزارتے ہیں؟ عید تو اسی لئے ہے کہ خدا کی اطاعت کرنے پر اس کا شکر ادا کیا جائے۔ روزے رکھنے کے بعد غریبوں کی تکلیفوں کے ازالہ کے لئے ان کی مدد کرنے میں سرگرمی دکھائی جائے۔ حضرت ابراہیمؑ کی یاد مناکر خدا کے لئے ہر چیز قربان کر دی جائے اور دنیا کی محبت سے نجات حاصل کی جائے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعۡقَابِنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدٰٮنَا اللّٰهُ كَالَّذِى
اسۡتَهۡوَتۡهُ الشَّيٰطِيۡنُ فِى الۡاَرۡضِ حَيۡرَانَ لَهٗۤ
اَصۡحٰبٌ يَّدۡعُوۡنَهٗۤ اِلَى الۡهُدَى ائۡتِنَا ؕ قُلۡ اِنَّ
هُدَى اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى ؕ وَاُمِرۡنَا لِنُسۡلِمَ لِرَبِّ
الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ﴿۷۱﴾

چیزوں کو پکاریں جو نہ تو ہمیں کوئی فائدہ ہی پہنچا سکتی ہیں اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتی ہیں ؟ جب کہ خدا تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا چکا ہے ۔ تو کیا اَب ہم اُلٹے پاؤں پھر جائیں ؟ کیا ہم اپنی حالت اُس آدمی کی سی کرلیں جسے شیطان صحراؤں یا جنگلوں میں حیران و پریشان پھرائیں ۔ جب کہ اُس کے ساتھی اُسے سیدھے راستے کی طرف بُلا رہے ہوں کہ اِدھر ہماری طرف آجا ؟ کہہ دیجئے کہ صحیح رہنمائی اور ہدایت تو صرف اللہ ہی کی ہدایت ہے ۔ اُسی کی طرف سے ہمیں یہ حُکم مِلا ہے کہ تمام کائنات کے پالنے والے مالک و آقا کے سامنے اپنا سَر اِطاعت کے لئے جُھکا دیں ﴿۷۱﴾ نماز قائم کریں اور اُس کی

www.drhasanrizvi.org



وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۚ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ
تُحْشَرُوْنَ ۝٧٢
وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَ
يَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ڛ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ

نافرمانی سے بچیں ۔ اور وہی تو ہے جس کی طرف
تم سب اِکٹھے سِمٹ کر جاؤ گے (۷۲) اور وہ
وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بالکل
صحیح ' ٹھیک ٹھیک ' پیدا کیا ہے ۔ اور جِس دِن
وہ کہے گا (حشر) ہو جا ' تو اُسی وقت وہ ہو
جائے گا۔ (یعنی کائنات کی تخلیق تو اَسباب وعِلل
کے ذریعہ تدریجاً کی گئی ہے اِسی لئے اِس کے لئے
خلق کا لفظ اِستعمال فرمایا مگر قیامت کو نظامِ
امر یعنی خدا کے صِرف ایک حُکم کے تحت فوراً برپا
ہونا پڑے گا ۔ صرف خدا کا ایک اِشارہ کافی ہوگا۔
از تفسیرِ تبیان ) اُس کا حکم بالکل سچ ہے ۔ (یعنی
حُکم ہوتے ہی حشر کا سب سامان مہیّا ہو جائے گا)
جس دن صُور پھونکا جائے گا اور اُس دن ساری

www.drhasanrizvi.org



الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿٧٣﴾
وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا
اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٤﴾
وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ﴿٧٥﴾
فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ

کی ساری بادشاہی یا حکومت صِرف خدا کی ہو گی۔
وہ اَن دیکھی اور دیکھی سَب کی سَب باتوں کا
اچھی طرح جاننے والا ہے اور وہی بالکل ٹھیک
ٹھیک صحیح کام کرنے والا اور ہر بات سے پُوری
طرح باخبر ہے ﴿٧٣﴾
(اِس بات کو سمجھنے کے لئے) اِبراہیمؑ کا واقعہ
یاد کرو جَب اِبراہیمؑ نے اَپنے باپ آزرؔ[1] سے
کہا کہ کیا تم بُتوں کو خُدا بناتے ہو؟ میں تمھیں
اور تمھاری قوم والوں کو کھُلی ہوئی گمُراہی میں
دیکھ رہا ہوں ﴿٧٤﴾ اِسی طرح ہم نے اِبراہیمؑ کو
آسمانوں اور زمین کا نظامِ سلطنت دِکھایا تاکہ
وہ یقین رکھنے والوں میں سے ہوں ﴿٧٥﴾ تو جَب
رات کا اندھیرا اُن پر چھا گیا تو اُنھوں نے

[1] محققین نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا اور وہ ایک خدا کے ماننے والے تھے۔ مگر اُن کا حضرت ابراہیمؑ کے بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔ اِس لئے ان کے چچا آزر نے ان کو پالا تھا۔ اِسی پالنے کے سبب حضرت ابراہیمؑ اُن کو باپ کہہ کر پکارتے تھے۔ اہلِ سنت کے مفسرین نے بھی یہی بات لکھی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا۔ اہل شیعہ کا تو اس پر اجماع ہے کہ حضور اکرمؐ کے آباو اجداد میں کوئی بھی مشرک نہ تھا (تفسیر تبیان) قرآن کی دوسری آیات بھی اس پر گواہ ہیں۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝۷۶
فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ
لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۗلِّيْنَ ۝۷۷
فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ
اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۷۸

ایک تارا دیکھا۔ تو کہا یہ میرا پالنے والا مالک ہے۔ مگر جب وہ تارا ڈوب گیا تو اُنھوں نے کہا کہ میں ڈوبنے والوں سے محبّت نہیں کرتا ۷۶ پھر جب چاند کو چمکتے دیکھا تو کہا کہ یہ ہے میرا پالنے والا مالک۔ مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا میرا حقیقی پالنے والا مجھے سیدھے راستے پر نہ رکھتا تو میں تو گمراہ لوگوں میں ہو جاتا ۷۷ پھر جب سُورج کو چمکتے دیکھا تو کہا بس یہ ہے میرا پالنے والا آقا۔ یہ تو سَب سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو ابراہیمؑ پُکار اُٹھے: اَے میری قوم والو! یقین جانو کہ میں اُن سَب سے بیزار ہوں جن کو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو ۷۸ میں نے تو ہر چیز اور ہر طرف

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

توریت میں بھی حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام "تارخ" بیان ہوا ہے۔ (کتاب پیدائش باب۔ ۱۲۔ آیت ۲۶۔) جس میں لکھا ہے کہ "تارخ سے ابرام پیدا ہوا"۔ اسی لئے امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا —— "اب یہ امر بالکل قطعی اور یقینی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کافر نہیں تھے اور یہ قرآن کی آیت جس میں "باپ" کہا گیا ہے "لامحالہ" آپ کا چچا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد کسی طرح بتوں کو پوجنے والے نہیں ہو سکتے۔ یہ تحقیق صحیح ہے کہ آزر ابراہیمؑ کا چچا تھا"۔ (از تفسیر کبیر)۔

علامہ سیوطی نے لکھا —— "رہا آزر کا معاملہ تو صحیح بات امام رازی نے لکھی کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کا چچا تھا باپ نہ تھا۔ اور اس بات کو سلف صالحین کی ایک جماعت نے ثابت کر دیا ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ، مجاہدؒ، ابن جریر اور سدی کی روایات میں متفقہ طور پر کہا گیا ہے کہ آزر حضرت ابراہیمؑ کا باپ نہ تھا بلکہ وہ آپ کا چچا تھا"۔ (تفسیر در منشور علامہ سیوطی)۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org



سے ہٹ کر اپنا چہرہ صِرف اُس ہستی کی طرف موڑ لیا ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ اور میں ہرگز شِرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں[لے] ۷۹ اِس پر اُن کی قوم اُن سے جھگڑنے لگی تو اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اُسی نے تو مجھے سیدھا راستہ دِکھایا ہے۔ اور میں اُن چیزوں سے نہیں ڈرتا جِنھیں تم نے خُدا کا شریک ٹھہرایا ہے۔ سِوا اِس کے کہ اگر میرا مالک کوئی بات چاہے۔ (تو وہ ضرور ہوسکتی ہے) میرے پالنے والے آقا کا عِلم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔ آخر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے اور نصیحت کیوں قبول نہیں کرتے؟ ۸۰ آخر میں تمھارے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۷۹
وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ
وَلَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ
وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۸۰

---

لے عام مفسرین نے تو اس پورے واقعہ کو ایک حقیقی قصہ سمجھا ہے جو حضرت ابراہیمؑ پر بعینہٖ گزرا۔ اس لئے یہ قول بھی لکھ دیا گیا کہ حضرت ابراہیمؑ نے معاذاللہ تین دفعہ جھوٹ بولا۔ تو کیا کوئی عالمی کانفرنس ہو رہی تھی جو رات سے شروع ہو کر دن تک چلتی ہی رہی جس میں ستارہ پرست، سورج پرست، بت پرست سب کے سب جمع تھے؟ سب ابراہیمؑ کے دعوؤں کا انجام دیکھنے کے لئے رات بھر اور پھر دن بھر بیٹھے ہی رہے؟ حقیقت میں یہ اثبات حق کا ایک نہایت ہی بلیغ اور موثر طریقۂ کار اور پیرایۂ بیان تھا جو حضرت ابراہیمؑ نے اختیار فرمایا جو آج بھی تحقیق کی دنیا میں رائج ہے کہ پہلے ایک مفروضہ قائم کیا جاتا ہے پھر اُس کو یا تو ثابت کیا جاتا ہے یا رد کیا جاتا ہے۔ یہی طریقۂ تحقیق یہاں استعمال ہوا ہے۔ نیز مخالف کے قول کو زبان سے ادا کرنا کوئی جھوٹ نہیں ہوا کرتا۔ اُس کے قول کو رد کرنے کے لئے اُس کے قول کو دہرانا ہی پڑتا ہے۔ خود قرآن نے بھی یہی اقوال دہرائے ہیں۔ یہی بات اس آیت میں بتائی گئی ہے کہ یہ کوئی حقیقی قصہ یا واقعہ نہ تھا بلکہ صرف ایک دلیل تھی۔

www.drhasanrizvi.org



ٹھہرائے ہوئے خدا کے شریکوں سے کیسے ڈروں
جب کہ تم لوگ تو خدا کے ساتھ اُن چیزوں کو
خدائی میں شریک ٹھہرانے تک سے نہیں ڈرتے
جن کے متعلق خدا نے تم پر نہ تو کوئی دلیل
اُتاری ہے نہ سند ؟ تو ہم دونوں فریقوں میں
سے کون ہے جو بے خوفی اور مطمئن رہنے کا زیادہ
حق دار ہے ؟ (بتاؤ) اگر تم کچھ بھی عِلم رکھتے ہو ﴿۸۱﴾
حقیقت میں اَمن و سکون تو صِرف اُنھیں لوگوں
کے لئے ہے اور صحیح سیدھے راستے پر بھی وہی لوگ
ہیں جو خدائے واحد کو مانیں اور پھر اَپنے اِس
اِیمان میں ظُلم[ا] (یعنی شِرک) کی مِلاوٹ
بھی نہ کریں ﴿۸۲﴾ یہ ہماری وہ دلیل تھی
جو ہم نے اِبراھیمؑ کو اُن کی قوم کے مُقابلے

وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ
بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ
اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ
لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع ۱۵
وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ

ا حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ "جس وقت یہ آیت اتری تو لوگوں نے حضورؐ سے کہا ——— "ہم میں سے کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہیں کیا؟" (یعنی گناہ نہیں کیا) حضورؐ نے فرمایا اس کا حقیقی مطلب شرک ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ کے ایک نیک بندے (مراد حضرت لقمانؑ) نے کہا تھا "اے میرے بیٹے کسی کو خدا کا شریک نہ کرو۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے" (از تفسیر صافی صفحہ ۱۵۸)۔

کسی نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ کیا زنا بھی اس ظلم میں شامل ہے؟ آپ نے فرمایا۔ "میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ مگر اس آیت میں ظلم کے حقیقی معنی میں زنا شامل نہیں کیوں کہ وہ ایک ایسا گناہ ہے جس سے بندہ جس وقت توبہ کر لے خدا اس کو قبول کر لیتا ہے۔ (از تفسیر عیاشی)

www.drhasanrizvi.org



دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾
وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا
هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ
وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ

پر عطا کی تھی ۔ ہم جسے چاہتے ہیں (دلیلیں سِکھا کر) درجوں میں بلندی عطا کرتے ہیں ۔ سچّی بات تو یہ ہے کہ تمھارا پالنے والا مالک بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا اور سَب کچھ جاننے والا ہے ۔ (کتنا واضح طور پر بتا دیا کہ یہ قصّہ حقیقی نہ تھا بلکہ خدا کی سِکھائی ہوئی ایک عقلی دلیل تھی ۔ اِس خدائی دلیل کو حضرت ابراہیمؑ کا جھُوٹ قرار دینا کتنا افسوسناک ہے) ﴿۸۳﴾

پھر ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسی اولاد دی ۔ اور ہر ایک کو سیدھا راستہ بھی دِکھایا ۔ اور اِس سے پہلے نوحؑ کو بھی ہم نے سیدھی راہ دِکھائی تھی ۔ اور اُسی کی اَولاد سے ہم نے داوٗدؑ ، سلیمانؑ ، ایوّبؑ ، یوسفؑ ، موسیٰؑ اور

www.drhasanrizvi.org



نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۸۴﴾
وَزَکَرِیَّا وَیَحۡیٰی وَعِیۡسٰی وَاِلۡیَاسَ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۵﴾
وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَالۡیَسَعَ وَیُوۡنُسَ وَلُوۡطًا ؕ وَکُلًّا فَضَّلۡنَا
عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸۶﴾
وَمِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَذُرِّیّٰتِهِمۡ وَاِخۡوَانِهِمۡ ۚ وَاجۡتَبَیۡنٰهُمۡ
وَهَدَیۡنٰهُمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۸۷﴾

ہارونؑ کو بھی (سیدھی راہ دِکھائی تھی) اِسی طرح
ہم نیک لوگوں کو اُن کی نیکی کا صِلہ دیا کرتے
ہیں ﴿۸۴﴾ (پھر اُسی کی اولاد سے) زکریاؑ، یحییٰؑ،
عیسیٰؑ [1] اور اِلیاسؑ کو (بھی سیدھا راستہ دکھایا)
اُن میں سے ہر ایک نیک لوگوں میں سے تھا ﴿۸۵﴾
(پھر اُسی کی اَولاد میں سے) اِسماعیلؑ، الیسعؑ،
یونسؑ، اور لُوطؑ کو بھی (سیدھا راستہ دِکھایا)
اِن میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام جہانوں سے
زیادہ عطا کیا ﴿۸۶﴾ نیز اُن کے آباؤ اجداد، اور
اُن کی اَولاد اور اُن کے بھائیوں میں سے
بھی (ہم نے منتخب کیا) اور اُنھیں سیدھے
راستہ کی ہدایت کی (ملاحظہ فرمائیں کہ نبیؑ کے
بعد خدا کی نگاہِ اِنتخاب نبیؑ کی اَولاد، باپ

[1] اسی آیت میں حضرت نوحؑ کی اولاد میں حضرت عیسیٰؑ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ نواسے بھی نبیؑ کی اولاد یا ذرّیت میں داخل ہیں۔ اسی لئے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اور ان کی اولاد کو ذرّیتِ رسولؐ کہنا قرآن کے عین مطابق ہے۔ (تفسیر بتیان)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "خدا کی قسم خدا نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کا نسب قرآن میں بیٹی کی طرف سے حضرت ابراہیمؑ سے ملادیا ہے۔" پھر امام نے اسی آیت کی تلاوت کی (از تفسیر صافی صفحہ ۱۵۹۔ و تفسیر عیاشی)۔

عیون اخبار الرضاؑ میں ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے ہارون رشید کو اسی آیت کے ذریعے جواب دیا تھا کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو حضرت مریمؑ ہی کے حوالے سے انبیاء کی اولاد میں شامل فرمایا ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی ہماری والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے حوالے سے انبیاء کی اولاد میں شامل فرمایا"۔ (از عیون اخبار الرضاؑ)

www.drhasanrizvi.org



ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ
وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾
اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ
فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَاۗءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا
بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾
اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۭ قُلْ لَّآ

دادا، اور اُس کے بھائیوں پر اُٹھتی ہے۔ اصحاب یا اُمّت پر نہیں اُٹھتی) ﴿۸۷﴾ یہ اللہ کی خاص ہدایت ہے جس کے ذریعہ وہ اَپنے بَندوں میں سے جسے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے۔ اگر وہ لوگ بھی خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے تو اُن کا سَب کیا کرایا اکارت ہو جاتا ﴿۸۸﴾ یہی وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب، حُکم و حِکمت اور نبوّت عطا کی۔ اَب اگر یہ لوگ اُس کے ماننے سے اِنکار کرتے ہیں تو ہم نے بھی اِس نِعمت کو کچھ اَیسے لوگوں کے حوالے کیا ہے جو اِس کا اِنکار نہیں کریں گے ﴿۸۹﴾ یہ ہیں وہ جنھیں اللہ نے اَپنا راستہ دکھایا ہے۔ تو اِن ہی کی ہدایت کی پَیروی کیجیے[1]۔ اور

[1] امام جعفر صادقؑ نے فرمایا — "عقلمندوں کے لئے (رسولوں کی) پیروی کرنے سے زیادہ محفوظ کوئی راستہ نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ راہ کھلی ہے اور منزل مقصود بھی صحیح ہے۔ اسی لئے خدا نے انبیاء کے لئے فرمایا۔ "یہ ہیں وہ جنہیں اللہ نے اپنا راستہ دکھایا ہے۔ تو ان کی ہدایت کی پیروی کیجئے۔ پس اگر خدا کے دین کے لئے کوئی اور راستہ یا طریقہ (انبیاء کی) پیروی کرنے سے بہتر ہوتا تو خدا اپنے انبیاء اور اولیاء کو اسی راہ کے اختیار کرنے کی تاکید نہ فرماتا۔ (از تفسیر صافی ۱۵۹ بحوالہ مصباح الشرائع)

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ "سب سے بہتر ہدایت انبیاءؑ کی ہدایت ہے"۔ (از تفسیر قمی)۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ "تم اپنے نبیؐ کی ہدایت کی پیروی کرو کہ وہ سب ہدایتوں سے افضل ہے"۔ (نہج البلاغہ)۔

☆☆☆

ع ۱۶ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾
وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
عَلٰي بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ
جَاۗءَ بِهٖ مُوْسٰي نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ
قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ

کہہ دیجئے کہ میں اِس پر کوئی معاوضہ یا اُجرت
نہیں مانگتا ۔ یہ تو تمام جہانوں کے لئے نصیحت
(یعنی) اُن کی بھلائی چاہنا ہے ﴿۹۰﴾
ع ۸ ۱۲ اور اُنھوں نے اللہ کی حقیقی شان اور
نعمتوں کو نہ تو سمجھا اور نہ اُس کی قدر [1] کی جب
اُنھوں نے یہ کہا کہ اللہ نے کِسی اِنسان پر کچھ
بھی تو نازل نہیں کیا ۔ اُن سے پوچھو کہ پھر
وہ کتاب کِس نے اُتاری تھی جِسے موسیٰ ؑ لے کر
آئے تھے ؟ جو تمام اِنسانوں کے لئے رَوشنی اور
ہدایت تھی اور جِسے تم الگ الگ کاغذوں کے
مختلف ٹکڑوں میں کر کے رکھتے ہو ' کچھ تو لوگوں
کو دِکھاتے ہو اور زیادہ تر حِصّہ چھُپا جاتے ہو '
اور جِس کے ذریعہ تم کو وہ عِلم دیا گیا جو نہ تو

[1] "اللہ کی قدر نہ کی" کا مطلب ہے کہ خدا کی عظمت کو نہ پہچانا اور نہ اُس کا حق ادا کیا۔ نیز یہ کہ اُنھوں نے خدا کو پہچانا ہی نہیں اور فرض کر لیا کہ وہ اپنے بندوں کو بھول گیا اور اُس نے ان کی رہنمائی کے لئے رسول نہیں بھیجے۔

تفسیر صافی صفحہ ۱۵۹ میں اس کے معنی یہ ہیں کہ "انہوں نے خدا کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے اور نہ اس کی بڑائی بیان کی جیسا کہ بڑائی کو بیان کرنے کا حق ہے اور نہ اس کی ان صفات کو اس طرح بیان کیا جس کا وہ اپنی مہربانیوں کی وجہ سے اہل ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کی تعریف (پوری طرح) نہیں کی جا سکتی اس نے خود کہا ہے کہ۔ "انہوں نے نہ تو اس کی نعمتوں کو سمجھا اور نہ اس کی قدر کی۔ پس جس قدر بھی اس کا وصف

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



خود تمھیں ہی حاصل تھا' اور نہ تمھارے باپ دادا کو حاصِل تھا۔ (آخر بتاؤ کہ اِس کتاب کا نازل کرنے والا کون تھا؟ بس اِتنا) کہہ دیجیئے کہ اللہ (ہی نے وہ کِتاب اُتاری تھی)۔ پھر اُنھیں چھوڑ دیجیئے (تاکہ) وہ اپنی بے تکی دلیلوں اور اعتراضوں سے خوب کھیل کود مچاتے رہیں (۹۱)

(اُسی کِتاب کی طرح) یہ بھی ایک کِتاب ہے جسے ہم نے ہی اُتارا ہے۔ یہ بڑی خیر و برکت والی ہے۔ یہ ہر اُس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو اِس سے پہلے آئی ہے۔ اور یہ اِس لئے اُتاری گئی ہے تاکہ آپؐ اس کے ذریعہ سے بستیوں کے اِس مرکز (مکّہ) اور اُس کے چاروں طرف رہنے والوں (یعنی پوری دُنیا والوں) کو بُرائی کے انجام سے

تَعۡلَمُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَلَاۤ اٰبَآؤُكُمۡ‌ؕ قُلِ اللّٰهُ‌ۙ ثُمَّ ذَرۡهُمۡ فِىۡ
خَوۡضِهِمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۱﴾
وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىۡ بَيۡنَ
يَدَيۡهِ وَلِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى وَمَنۡ حَوۡلَهَا‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

بیان کیا جائے گا وہ اُس سے کہیں اعظم ثابت ہوگا"۔(از کتاب کافی)۔

حضرت علیؑ نے فرمایا——"دین کی اولین (منزل) خدا کی پہچان ہے اور خدا کی پہچان کا کمال خدا کے وجود کی تصدیق کرتا ہے اس حال میں کہ اس کی توحید کا صحیح عقیدہ حاصل ہو اور اس میں شرک کا کوئی شائبہ بھی نہ ہو۔ توحید کا کمال اخلاص ہے (یعنی خدا کو خالص، بلا شریک یکتا سمجھنا)۔ اور اخلاص کا کمال نفیٔ صفات ہے۔ کیوں کہ ہر صفت موصوف سے الگ ہوتی ہے اور ہر صفت گواہی دیتی ہے کہ وہ موصوف سے الگ چیز ہے اور ہر موصوف گواہی دیتا ہے کہ وہ صفت سے الگ کوئی چیز ہے۔ پس اگر خدا کو صفت اور موصوف کا مجموعہ سمجھا جائے گا تو گویا وہ مرکب ہو گیا پس توحید رخصت ہو جائے گی۔ وہ ذات و صفات کا مرکب یا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس کی تمام صفات عین ذات ہیں۔ اس کی ذات بسیط اور مجرد مطلق ہے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org



مُتنبّہ WARN کریں، اور اُن سب کو بھی (مُتنبّہ کریں) جو آخرت کو مانتے ہیں، اِس کِتاب کو مانتے ہیں اور اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں ﴿۹۲﴾ اور اُس سے بڑا ظالم اور کون ہو گا جو اللہ پر جھُوٹی تہمت لگائے یا کہے کہ میری طرف وحی اُتری ہے جب کہ اُس پر کوئی وحی نہ اُتری ہو، یا جو یہ کہے کہ میں عنقریب اَیسی ہی چیز اُتار کر دِکھا دُوں گا؟ کاش تم ظالموں کو اِس حال میں دیکھ سکو جب وہ مَوت کی حالتِ سکرات میں ڈُبکیاں کھا رہے ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ لاؤ! نِکالو اپنی رُوح، آج تمھیں ذِلّت کی سزا اِس بات کی وجہ سے دی جا رہی ہے کہ

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

اس میں کسی قسم کی ترکیب یا تجزیہ نہیں اس لئے جس نے خدا کی صفتوں کو اس کی ذات پر زائد جانا اور اسے ذات وصفات کا مرکب یا مجموعہ خیال کیا، اس نے در حقیقت خدائے وحدہ لاشریک کے ساتھ ایک اور چیز کو ملا دیا۔ اور صفات کو اس میں شامل کر دیا۔ گویا اس نے خدا کو دو کہہ دیا۔ اس نے خدا کے جزو بنا دیئے اور جس نے ایسا کیا وہ معرفت خدا سے جاہل ہے"۔ (نہج البلاغہ)۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



تم اللہ پر جھوٹی تہمتیں رکھ کر اُس کی نِسبت سے غلط باتیں کہا کرتے تھے۔ اور اُس کی آیتوں یا نشانیوں کے مقابلے پر تکبّر کیا کرتے تھے (حضرت اِمام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ "خدا کی حُجّت یعنی نبیؐ یا خدا کے مقرّر کیۓ ہوئے امامؑ سے بڑھ کر خدا کی نِشانی کون ہو سکتی ہے") ۹۳ (اَب اللہ فرمائے گا) تو تم اَب ہمارے پاس اَیسے ہی اَکیلے آئے ہو جیسے کہ ہم نے پہلی بار تم کو پیدا کیا تھا۔ اور جو کچھ ہم نے تمھیں دُنیا میں دیا تھا وہ سَب کا سَب تم پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ اور اَب ہم تمھارے ساتھ تمھارے اُن سفارشیوں کو بھی نہیں دیکھتے، جن کے متعلّق تم سمجھتے تھے کہ وہ تمھارے بارے میں ہمارے ساتھ شریک ہیں

تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾
وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ

www.drhasanrizvi.org



شُرَكٰٓؤُا ۭ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا
كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ ع ۱۱
ع ۱۷
اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۭ يُخْرِجُ الْحَيَّ
مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۭ ذٰلِكُمُ
اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾
فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَ

اَب تمھارے ایک دُوسرے سے تمام تعلّقات اور رابطے ٹُوٹ گئے۔ اور جو کچھ کہ تم غلط خیال کیا کرتے تھے وہ بھی تمھارے پاس سے گُم ہو گئے (۹۴)

یقیناً اللہ ہی دانے اور گُٹھلی کو پھاڑنے والا ہے۔ وُہی زندہ کو مُردہ سے نِکالتا ہے (یعنی بے جان مادہ سے زندہ مخلوقات کو پیدا کرتا ہے) اور مُردہ کو زندہ سے (یعنی جاندار جِسموں سے بے جان مادّوں کو) نِکالنے والا ہے۔ پھِر تم کِدھر بھٹکتے پھِرتے ہو[1]؟ (۹۵) پردے کو پھاڑ کر وہی صُبح کو نِکالنے والا ہے۔ اُسی نے رات کو آرام وسکون کا وقت بنایا ہے۔ اُسی نے چاند اور سُورج کو حِساب کا ذریعہ بنایا ہے۔

[1] یعنی خدا کی تخلیق، مرد اور عورتوں کی تفریق، نسلوں کا پیدا ہونا بچہ کا ماں کے رحم میں قرار پانے سے لے کر قبر کے اندر تک پہنچ جانے کے اس طویل سفر میں خدا کی بے شمار نشانیاں اور دلیلیں انسان کے سامنے آتی ہیں۔ جن سے وہ اگر چاہے تو خدا کو پہچان سکتا ہے مگر یہ پہچان صرف اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے جو سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں۔ جو جانوروں کی طرح صرف اپنی خواہشات ہی کو پورا کرنے میں اپنا سارا وقت اور ساری توانائی خرچ کر دیتے ہیں، وہ اُن دلیلوں اور نشانیوں پر غور ہی نہیں کرتے کیوں کہ وہ اِس غور و فکر کو بے فائدہ سمجھتے ہیں۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



الْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٩٦﴾
وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي
ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ
يَعْلَمُونَ ﴿٩٧﴾

یہ اُسی زبردست قدرت اور عِلم رکھنے والے کے ٹھہرائے ہوئے اندازے اور مُقرّر کیا ہوا نظام ہے ﴿۹۶﴾ وہی ہے جس نے تمھارے لئے سِتاروں کو مُقرّر کیا ہے تاکہ تم اُن سے صحرا اور سمندر کے اندھیروں میں صحیح راستہ معلوم کرو۔ ہم نے عِلم رکھنے والوں کے لئے اپنی باتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں ﴿۹۷﴾ (معلوم ہوا کہ خدائی علامتوں سے جاہل نہیں صرف عِلم رکھنے والے ہی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ جاہل تو صِرف دَولت حکومت اور ذاتی منفعتوں کے دباؤ میں ہر فیصلہ اور ہر عمل اختیار کرتے ہیں۔ اِس آیت سے علم و آگہی کی اہمیت کا پُوری طرح اندازہ ہو سکتا ہے)

www.drhasanrizvi.org



وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ فَمُسۡتَقَرٌّ
وَّمُسۡتَوۡدَعٌ ؕ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّفۡقَہُوۡنَ ﴿۹۸﴾
وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِہٖ
نَبَاتَ کُلِّ شَیۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا مِنۡہُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡہُ
حَبًّا مُّتَرَاکِبًا ۚ وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِہَا قِنۡوَانٌ دَانِیَۃٌ
وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّیۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِہًا

اور وہ خدا وہی تو ہے جس نے ایک شخص
سے تم کو پیدا کیا پھر ہر ایک کے لئے ایک ٹھہرنے
کی جگہ (باپ کی پُشت) اور سونپے جانے کا
مقام (ماں کا پیٹ یا قبر) مقرّر کیا۔ ہم نے
تفصیل کے ساتھ باتیں بیان کر دی ہیں اُن لوگوں
کے لئے جو سمجھنا چاہتے ہیں ﴿۹۸﴾ اور وہی ہے جس
نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اُس کے ذریعہ
ہر قِسم کی نباتات اُگائی۔ پھر اُس سے ہَرے بھرے
کھیت اور درخت پَیدا کئے۔ پھر اُن سے تہَ در
تہَ ایک دُوسرے سے گتھے دانے نِکالے اور کھجور
کے شگوفوں میں سے پھلوں[۱] کے گچھّے کے گچھے
پیدا کر دئے، جو زمین کی طرف جُھکے پڑتے ہیں۔
اور انگور، زیتون اور انار کے باغ لگا دئے،

[۱] پھلوں کے پیدا ہونے میں کیسی کیسی حکیمانہ باریکیاں ہیں۔ کس قدر باریک کیمیاوی اور طبعی تغیرات ہیں۔ پھر اُن کی خوشبو، مزہ، جسامت اور رنگ پر نظر ڈالنا کس قدر سبق آموز ہے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۗ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۗ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ
بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع ۱۲ ۱۸

جو ایک دُوسرے سے بظاہر ملتے جُلتے بھی ہیں، پھر ہر ایک کی خصُوصیات اور مزے الگ الگ بھی ہیں۔ جب یہ درخت پھل دیتے ہیں تو اُن میں پھل آنے اور پھر اُن کے پکنے کی حالت کو ذرا غور و فکر کی نظر سے تو دیکھو۔ اِن چیزوں میں خدا کی دلیلیں اور نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو اِیمان لانا چاہیں ﴿۹۹﴾ (اِس کے باوجود بھی) لوگوں نے جِنّوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیا۔ حالانکہ خدا ہی نے تو اُن کو پیدا کیا ہے۔ اور اُنھوں نے بے جانے بوجھے جہالت سے خدا کے لڑکے اور لڑکیاں تک تصنیف کر دیں۔ حالانکہ وہ خدا پاک ہے اور بلند تر ہے اُن باتوں سے جو یہ لوگ کہتے ہیں ﴿۱۰۰﴾ وہ تو زمین اور آسمانوں کا ایجادؔ[1]

ع ۱۲ ۱۸

[1] "بدیع" یعنی خدا پہلی مرتبہ پیدا کر کے عدم سے وجود بخشنے والا ہے۔ ہمارے موجدوں کی طرح پیدا شدہ چیزوں کو جوڑ جوڑ کر نئی چیز نہیں پیدا کرتا بلکہ عدمِ محض سے ہست کرنے والا ہے۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



کرنے والا ہے۔ اُس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جب
کہ اُس کی کوئی بیوی ہی نہیں ہے۔ جب کہ اُسی نے
ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے
والا ہے (۱۰۱) یہ ہے تمھارا پالنے والا مالک اُس
کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ ہر چیز کا موجد (یعنی)
پہلے پہل پیدا کرنے والا ہے۔ تو اُسی کی بندگی
اختیار کرو۔ وہی ہر چیز کا کفیل، کام بنانے والا
اور نگہبان ہے (۱۰۲) اُسے نگاہیں پا ہی نہیں
سکتیں اور وہ سب نگاہوں کو پا لیتا ہے۔ وہ
جسم و جسمانیات اور مادیات سے بَری، بڑا خبر
رکھنے والا ہے (۱۰۳)
تمھارے پاس تمھارے پالنے والے مالک کی طرف سے
بصیرت کی روشنیاں آگئی ہیں۔ اب جو اِن پر نظر

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ
لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍۚ وَهُوَ بِكُلِّ
شَیْءٍ عَلِيْمٌ (۱۰۱)
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ
فَاعْبُدُوْهُۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِيْلٌ (۱۰۲)
لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَۚ وَهُوَ
اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (۱۰۳)
قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖۚ وَ

ل حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں "ابصار" یعنی نگاہوں سے مراد "احاطہ وہم و خیال" ہے۔ کیا تو نے خدا کے اس قول کو نہیں دیکھا "تمھارے رب کی بصیرتیں تمھارے پاس آچکیں" غرض اس سے مراد آنکھوں کی بینائی نہیں اور نہ اس سے آنکھوں کا اندھا ہونا مراد ہے۔ اس سے مراد بصیرت اور احاطہ وہم ہے۔ (از تفسیر صافی صفحہ ۱۶۱)۔

حضرت امام رضاؑ سے ایسے لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو خدا کو دیکھنے کے قائل ہیں۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا۔ "جس شخص نے خدا کی صفتیں اس طرح بیان کیں جس طرح کہ خدا نے اپنی ذات کے لئے بیان نہیں فرمائیں تو اس نے خدا پر سب سے بڑا بہتان باندھا۔ خدا نے فرمایا ——— "اسے نگاہیں پا ہی نہیں سکتیں" اس سے صرف ظاہری آنکھیں ہی مراد نہیں بلکہ دل کی آنکھیں یعنی وہم و خیال مراد ہیں"۔ (از تفسیر مجمع البیان و تفسیر عیاشی)۔

www.drhasanrizvi.org



مَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ﴿١٠٤﴾
وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ
لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١٠٥﴾
اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَ

کرتے ہوئے بینائی سے کام لے گا' وہ خود اپنے ہی کو فائدہ پہنچائے گا۔ اور جو اندھا بنا رہے گا' وہ خود اپنا نقصان کرے گا۔[ا] اور میں کوئی تمھارا پہریدار (ذمّہ دار) نہیں ہوں ﴿۱۰۴﴾ (یعنی میرا کام تو بس اتنا ہی ہے کہ خدا کی بھیجی ہوئی بصیرتوں کی روشنیاں تمھارے سامنے پیش کر دوں۔ اِس کے بعد عقل و دل کی آنکھیں کھول کر اس کو دیکھنا نہ دیکھنا یہ تمھارا کام ہے) اور اِسی طرح ہم طرح طرح سے بار بار حق کی باتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ یہ کہیں کہ واقعی آپؐ نے (اُن کو ہمارے سامنے) خوب خوب پڑھا ہے' اور اِس لئے بھی کہ ہم اُس (حقیقت) کو صاف صاف بیان کر دیں' اُن لوگوں کے لئے جو جاننا چاہتے ہیں ﴿۱۰۵﴾ آپؐ تو اُس وحی کی پیروی کیجئے جو آپؐ کے

[ا] محققین نے نتیجہ نکالا کہ اِس آیت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ خدا کو نہ تو دنیا ہی میں دیکھا جا سکتا ہے اور نہ آخرت میں۔ صرف خدا کی نشانیوں اور دلیلوں کے ذریعہ خدا کی صفات کو دیکھا جا سکتا ہے۔ یہی وہ عقل کا امتحان ہے جس میں کامیابی پر انسان کے تمام تر کمالات کا دارومدار ہے۔ کیوں کہ اِس آیت کے مطابق خدا کی ذات اس قدر لطیف ہے کہ نگاہیں اُسے کبھی پا ہی نہیں سکتیں۔ اب یہ کہنا کہ قیامت میں نگاہیں اسے پالیں گی' خود اِس آیت ہی کے خلاف ہوگا۔ قیامت سے خدا کی صفات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی عقلاً اور نقلاً دونوں اعتبارات سے یہ ماننا پڑے گا کہ انسان خدا کو کبھی نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ "خدا کو ایمان کی حقیقی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے"۔

☆☆☆

www.drhasanrizvi.org



اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾
وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشۡرَكُوۡا ؕ وَمَا جَعَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا ۚ
وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَيۡهِمۡ بِوَكِيۡلٍ ﴿۱۰۷﴾
وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا
اللّٰهَ عَدۡوًاۢ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمۡ
ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمۡ مَّرۡجِعُهُمۡ فَيُنَبِّئُهُمۡ بِمَا كَانُوۡا
يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۸﴾

پالنے والے مالک کی طرف سے آپؐ پر اُتری ہے کیونکہ اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے۔ اور اِن مشرکوں سے اعراض فرمائیے (۱۰۶) اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے[1]۔ اور ہم نے آپؐ کو ان کے اُوپر کوئی پہرے دار مقرر نہیں کیا ہے۔ اور نہ آپؐ اُن کے ٹھیکیدار ہیں (۱۰۷) یہ لوگ اللہ کے سوا خدا سمجھ کر جن کو پکارتے ہیں، اُنھیں گالیاں نہ دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی جہالت کی بنا پر وہ اللہ کو گالیاں دینے لگیں[2]۔ یوں ہی ہم نے ہر قوم کے کردار کو سنوارا ہے (یعنی ہمیشہ عقلی دلیلوں اور شائستگی سے اُن کی اصلاح کی ہے) پھر اُنھیں اپنے رب کی طرف پلٹ کر آنا بھی تو ہے۔ اُس وقت وہ اُنھیں بتا دے گا، جو کچھ کہ وہ کیا کرتے تھے (۱۰۸) اور اُنھوں

[1] یعنی اگر خُدا سب کو مجبور کر کے شرک سے روک دیتا تو کوئی بھی شرک نہ کرسکتا۔ لیکن خُدا نے دُنیا کی زندگی کو امتحان لینے کی غرض سے پیدا فرمایا ہے اِس لئے کسی کو کسی بھی بُرے کام سے جبراً نہیں روکا۔ اِسی لئے اپنے رسولؐ کو اُن کا پہریدار یا ٹھیکیدار بھی نہیں بنایا۔ صرف ہدایت اور پیغام پہنچا دینے والا بنایا ہے تاکہ وہ اپنی عقل اور توانائیوں کو خود کام میں لاکر اپنی اصلاح کریں۔

☆☆☆

[2] حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "جس نے اللہ کے مقرر کیے ہوئے انسان کو گالی دی اس نے گویا خدا کو گالی دی"۔ (از تفسیر عیاشی) نیز فرمایا "جس نے خدا کے کسی دوست کو برا کہا تو اس نے خدا کو برا کہا" ۔(از الاعتقادات)۔

www.drhasanrizvi.org



وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ
لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ
اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾
وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ
مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع ۱۳ ۱۹

نے تمام ممکنہ صورتوں کے ساتھ بڑی بڑی قسمیں کھا کر کہا تھا کہ اگر کوئی نشانی یا معجزہ اُن کے پاس آئے گا تو وہ ضرور اُس کو مان لیں گے۔ کہئے کہ نشانیاں اور معجزے تو بس اللہ ہی کے پاس ہیں۔ اور تم لوگوں کو کیا خبر کہ نشانیاں اور معجزے آ بھی جائیں، تو بھی یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں ﴿۱۰۹﴾

اِسی طرح ہم اُن کے دِلوں اور نِگاہوں کو پھیر رہے ہیں جس طرح یہ پہلی مرتبہ اُس پر ایمان نہیں لائے تھے۔ اور اُنھیں چھوڑ دیں گے اُن کی سرکشی میں، تاکہ پھر وہ اَندھے بنے پھرتے ہی رہیں گے[1] ﴿۱۱۰﴾

ع ۱۳ ۱۹

[1] کیوں کہ اُنہوں نے حق کی تلاش اپنے اندر پیدا ہی نہیں کی اس لئے وہ بھٹکتے ہی رہے۔ کیوں کہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں اور دلوں کو حق طلبی کے لئے استعمال ہی نہ کیا تو خدا نے سزا کے طور پر اُن کے دلوں اور آنکھوں کو حق طلبی کے ارادے ہی سے ہٹا دیا۔ خدا نے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ محققین کے نزدیک یہ اشارہ ہے سلسلۂ علل و اسباب کی طرف یعنی اِس گمراہی کے اسباب خود اُنہوں نے مرتب کئے۔ حق سے خود دل و نگاہ کو پھیرا۔ حق پر توجہ ہی نہ کی بلکہ حقائق کی طرف سے بے پرواہی برتی۔ عقل کو استعمال کرنے کے بجائے معجزے طلب کرتے رہے۔ غرض کیونکہ وہ حق سے پھرے رہے تو خدا نے بھی ان کو حق سے پھرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ معلوم ہوا کہ خدا کا کسی کو گمراہی میں چھوڑ دینا خود اُس کے اپنے طرزِ عمل پر مبنی ہوا کرتا ہے اور انسان اپنے عمل میں خود مختار ہے۔

www.drhasanrizvi.org

[illegible]
محکمہ اوقاف [illegible]

میں نے [illegible] Holy Quran کے پارہ [illegible] سامنے [illegible] پڑھا اور [illegible] اور [illegible] لکھا [illegible]
[illegible] اس میں کوئی بھی غلطی نہیں ہے اور زیر زبر [illegible] [illegible]
[illegible]

دوران طباعت اگر کوئی زیر زبر [illegible] غلطی [illegible]
جائے [illegible] کوئی ذمہ داری [illegible] نہیں ہے۔

حافظ محمد [illegible]
[illegible]

# نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت

○...... ''اور ہم نے قُرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟''

(القرآن: سورہ قمر: ۵۴۔۱۷)

○...... ''یہ (قرآن) بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں''

(القرآن: سورہ ص: ۳۸۔۲۹)

○...... ''تلاوت بغیر تدبّر، غور و فکر کے نہیں ہوتی''

(الحدیث)

○...... ''عبادت یہ نہیں کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے جاؤ۔ بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔''

(الحدیث)

○...... ''ایک گھنٹہ غور و فکر کرنا ستر (۷۰) سال عبادت کرنے سے بہتر ہے''

(الحدیث)

---


## میزان فاؤنڈیشن

اِسلامک ریسرچ سینٹر

عائشہ منزل چوک، فیڈرل بی ایریا نمبر ۶ شاہراہِ پاکستان، کراچی

0345-2443358

0315-8200311, 0321-8475550, 0300-4496512

Email: mz.foundation@hotmail.com


کتبہ: سیّد جعفر صادق


Printed by System Graphics Karachi

ایڈیشن: 2012-13